قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون
تحقیق کامیاب ہوگئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔
نماز
کے دو اہم مسئلے
نماز میں سر ڈھانپنا
قدموں کے درمیان مقدارِ فاصلہ
تالیف
حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا
ناشر
اتحاد اہل السنت والجماعت

قدافلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون

تحقیق کامیاب ہو گئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

نماز کے دو اہم مسئلے

﴿۱﴾ ﴿۲﴾

نماز میں سر ڈھانپنا .... **اور** .... پاؤں کے درمیان مقدارِ فاصلہ

تالیف

حضرت مولانا **منیر احمد منور صاحب** دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا .... امیر مرکزی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

اتحاد اھل السنت و الجماعت

کتاب کا نام...دو اہم مسئلے

مؤلف...حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب

ناشر...اتحاد اہل السنّت والجماعت

ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا 03012949917

مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

مکتبہ اسلامیہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بالنوری ٹاؤن کراچی

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ

ننگے سر نماز کا شرعی حکم

نمبر شمار | مضمون | صفحہ

نمبر شمار | مضمون | صفحہ

نمبر شمار | مضمون | صفحہ

نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی شرعی مقدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ننگے سر نماز کا شرعی حکم

سوال: کیا ننگے سر نماز درست ہے؟

جواب: سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔اِس پر متقدمین و متاخرین فقہاء اور عرب وعجم کے تمام علماء کا اتفاق ہے اور ننگے سر نماز پڑھنے کی چند صورتیں ہیں۔

① ننگے سر نماز عذر و مجبوری کی حالت میں بلا کراہت جائز ہے۔

② ۔ننگے سر نماز بلا عذر سستی کی وجہ سے کسی وقت پڑھ لی جائے تو مکروہ تنزیہ ہے کہ اِس میں امر مستحب کا ترک ہے اور آداب کی کمی کا نتیجہ ثواب میں کمی ہے۔

③ ننگے سر نماز کی عادت بنالی جائے اور اِس کو سنت نہ سمجھا جائے، یہ مکروہ تحریمی ہے۔

④ ننگے سر نماز کو سنت سمجھ کر یہ عمل اختیار کیا جائے تو بدعت ہے۔

⑤ ننگے سر نماز پڑھنے کی وجہ اگر نماز کا استخفاف (یعنی نماز کو معمولی عمل سمجھنا) ہو تو کفر ہے۔

⑥ ننگے سر نماز عاجزی اور خشوع خضوع کے طور پر پڑھنے میں اختلاف ہے۔حق بات یہ ہے کہ یہ طریقہ بھی مستحسن نہیں کہ خشوع اور عاجزی کا تعلق دل سے ہے۔ہاں اگر قلبی کیفیت کسی شخص پر اتنی غالب آجائے کہ وہ مغلوب الحال ہو کر برہنہ سر نماز پڑھے تو ایسا شخص مجبور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا امر مستحب اور نماز کا ادب ہے جو کتاب وسنت اجماع امت، آثار صحابہ، آثار تابعین، فقہاء امت اور عرب و عجم کے علماء کے فتاویٰ اور صلحاء امت کے تعامل و عملی تواتر سے ثابت ہے۔نیز غیر مقلدین کے اکابر علماء کا فیصلہ بھی یہی ہے۔البتہ احرام کی حالت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا قرآن کی روشنی میں﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

''ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو''

پگڑی اور ٹوپی بھی زینت میں شامل ہو کر اِس حکم کے تحت داخل ہے۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا احادیث اور آثار کی روشنی میں﴾

حدیث نمبر۱: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِذَا كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ فَاِذَا كَانَ هٰذَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَهُوَفِى الصَّلٰوةِ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰ مِنْهُ فَتُوْخَذُ الزِّيْنَةُ لِمُنَاجَاتِهٖ سُبْحَانَهٗ وَلِهٰذَا قَالَ اِبْنُ عُمَرَ لِغُلَامِهٖ نَافِعٍ لَمَّارَآهُ يُصَلِّىْ حَاسِرًا اَرَاَيْتَ لَوْ خَرَجْتَ اِلَى النَّاسِ كُنْتَ تَخْرُجُ هٰكَذَا؟ قَالَ لَا! قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ مِنْ اَنْ يُّتَجَمَّلَ لَهٗ

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ: ج۲۲ص۱۱۷)

''بہز اپنے باپ حکیم سے، وہ بہز کے دادا معاویہ بن حیدہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو کیا اُس وقت بھی ستر کو ڈھانپے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے حیا کیا جائے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جب نماز سے باہر یہ حکم ہے تو نماز میں تو اللہ تعالیٰ اِس سے بھی زیادہ حق دار ہے کہ اُس سے حیا کیا جائے۔ سو اللہ سبحانہ کے ساتھ مناجات (یعنی نماز) کے وقت زینت

(یعنی خوبصورت لباس) کو اختیار کیا جائے۔ اِسی لئے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام نافع کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا تو نافع سے پوچھا یہ بتائیے اگر آپ لوگوں کی طرف نکلیں

تو کیا آپ اسی طرح برہنہ سر نکلو گے؟ نافع نے کہا میں برہنہ سر نہیں نکلوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ نماز میں اُس کیلئے خوبصورت لباس پہنا جائے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ نماز میں خوبصورت لباس پہننے کا جو حکم ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک پگڑی وغیرہ سے سر ڈھانپنا بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور اُن کے غلام نافع کا یہی واقعہ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین نے اپنی شرح، الشرح الممتع: ج۲ ص۱۵۰ میں بھی لکھا ہے۔

حدیث نمبر۲: الشیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں۔

وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ الْعِمَامَةِ (الشرح الممتع: ج۲ ص۱۶۶)

"اور تحقیق یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پگڑی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے"

پھر حاشیہ میں اِس کی وضاحت میں حدیث لکھی ہے،

رَوَى الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلٰى عِمَامَتِهٖ، وَمَا مَسَحَ عَلَيْهَا فِي الْوُضُوْءِ اِلَّا لِيُصَلِّيَ بِهَا وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ عَمْرٍو اَنَّهُ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَرَوٰى عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْصُوْلًا وَرَوَى الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَسْجُدُوْنَ عَلٰى عَمَائِمِهِمْ

"مسح علی الخفین کے باب میں امام بخاری نے حدیث نقل کی ہے کہ جعفر کے باپ عمرو کہتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے (سر پر مسح کر کے) پگڑی پر ہاتھ پھیرا اور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضو کے وقت جو پگڑی باندھی ہوئی تھی اس پر

ہاتھ پھیرا یہ صرف اِس لئے تھا تا کہ آپ پگڑی کے ساتھ نماز پڑھیں۔ اور امام بخاری کے دو استاد ہیں۔ محدث عبدالرزاق۔ انہوں نے مصنف عبدالرزاق میں اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ میں متصل سند کے ساتھ اور امام بخاری نے بخاری میں سند کے بغیر حسن بصری کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نماز میں اپنی پگڑیوں کے بل پر سجدہ کرتے (بوجہ گرمی) نیز امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ عمرو نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے تھے نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ کے وقت پگڑی باندھتے ہیں تو نماز جو بہت ہی ادب و تعظیم اور خشوع وخضوع کا مقام ہے اس میں تو بطریق اولیٰ سر ڈھانپنا ثابت ہوا۔

حدیث نمبر ۳: عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِئْتُوا الْمَسَاجِدَ حُسَّرًا وَّمُعَصَّبِيْنَ فَاِنَّ الْعَمَائِمَ تِيْجَانُ الْمُسْلِمِيْنَ

(ذخیرة الحفاظ للمقدسی: ج ۱ ص ۱۹۳، کنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰، حدیث نمبر ۴۱۱۴۳)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں آؤ ننگے سر اور پگڑی باندھ کر کیونکہ پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں"

علامہ مناویؒ نے فیض القدیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث مبارک کی پوری وضاحت فرمائی ہے

يَعْنِيْ اِئْتُوا الْمَسَاجِدَ كَيْفَ اَمْكَنَ بِنَحْوِ قَلَنْسُوَةٍ فَقَطْ اَوْ بِعَمَمٍ وَتَقَنُّعٍ وَلَا تَتَخَلَّفُوْا عَنِ الْجُمُعَةِ الَّتِيْ هِيَ فَرْضُ عَيْنٍ وَلَا الْجَمَاعَةُ الَّتِيْ هِيَ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَالتَّعَمُّمُ عِنْدَ الْاِمْكَانِ اَفْضَلُ فَاِنَّ الْعَمَائِمَ جَمْعُ عِمَامَةٍ (بكسر العين) سُمِّيَ بِهٖ لِاَنَّهَا تَعُمُّ جَمِيْعَ الرَّأْسِ بِالتَّغْطِيَةِ تِيْجَانُ

الْمُسْلِمِیْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِنْ سِیْمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ اَیْ عَلَامَتِھِمْ کَمَا اَنَّ التَّاجَ سِیْمَاءُ الْمُلُوْکِ وَمَا اقْتَضَاہُ الْحَدِیْثُ مِنْ کَوْنِ فَقْدِ الْعِمَامَۃِ غَیْرُ عُذْرٍ فِیْ تَرْکِ الْجُمُعَۃِ وَالْجَمَاعَۃِ مَحَلُّہٗ فِیْمَنْ یَّلِیْقُ بِہٖ ذَالِکَ اَمَّا لَوْ کَانَ خُرُوْجُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ بِدُوْنِ الْعِمَامَۃِ لَایَلِیْقُ بِہٖ فَلَا یُؤْمَرُ بِالْاِتْیَانِ حَاسِرًا عِنْدَ فَقْدِھَا (فیض القدیر: ج۱ص۸۹،التیسیر بشرح الجامع الصغیر: ج۱ص۱۳)

یعنی مساجد میں آؤ جیسے بھی ممکن ہو،ٹوپی پہن کر یا پگڑی باندھ کر اور جمعہ جو فرض عین ہے اور جماعت جو فرض کفایہ ہے اس سے پیچھے نہ رہو اور جب ممکن ہو تو پگڑی باندھ کر آنا افضل ہے، کیونکہ عمائم جمع عمامۃ کی ہے اور عمامۃ کو اِس لئے عمامۃ کہتے ہیں کہ یہ پورے سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پگڑی باندھنا مسلمانوں کی علامت ہے جیسے کہ تاج بادشاہوں کی علامت ہے اور جو حدیث کا مقتضٰی ہے یعنی پگڑی کا نہ ہونا یہ جمعہ اور جماعت کے ترک میں عذر نہیں بن سکتا بلکہ برہنہ سر آجائے لیکن یہ اُن لوگوں کے حق میں ہے جن کیلئے برہنہ سر باہر نکلنا معیوب نہیں سمجھا جاتا البتہ جن عالی منصب وذی مرتبہ لوگوں کیلئے ننگے سر مسجد میں آنا معیوب ہے ٹوپی یا پگڑی نہ ہونے کی صورت میں اُن کو ننگے سر مسجد میں آنے کا حکم نہیں،

نتائج: مندرجہ بالا حدیث شریف اور اس کی شرح فیض القدیر سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

① جمعہ اور جماعت کیلئے مسجد میں آنے کی تاکید تھی کہ اگر ٹوپی یا پگڑی ہو تو سر ڈھانپ کر ورنہ برہنہ سر ہی آجائے۔

② ٹوپی یا پگڑی نہ ہونے کی صورت میں برہنہ سر مسجد میں آنے کا حکم اُن (بے وقعت اور عامی) لوگوں کیلئے ہے جن کیلئے برہنہ سر گھر سے باہر نکلنا معیوب نہیں اور جن عالی منصب وصاحب مرتبہ لوگوں کیلئے برہنہ سر باہر نکلنا معیوب سمجھا جاتا ہے اُن کیلئے یہ حکم نہیں۔

۞ ٹوپی، پگڑی موجود ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اگرچہ یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں اور قاعدہ ہے اَلْاَمْرُ بِالشَّیْءِ یَسْتَلْزِمُ النَّهْیَ عَنْ ضِدِّہٖ جب کسی چیز کا حکم ہو تو لازماً اُس کی ضد ممنوع ہوگی جیسے نماز کا حکم ہے تو اس کی ضد ترک نماز ممنوع ہوگی، جب کسی کو بیٹھنے کا حکم دیا جائے تو اس کی ضد یعنی کھڑا ہونا ممنوع ہوگا۔ پس اِس حدیث میں جب نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم ہے تو نماز میں سر کھلا رکھنا ممنوع ہوگا اور جب امر استحبابی ہے یعنی پسندیدہ بات یہ ہے کہ نماز میں سر ڈھانپا ہوا ہو تو اس کی ضد یعنی ننگے سر نماز پڑھنا خلاف ادب ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔

۞ مسجد میں سر ڈھانپ کر آنے کی دو صورتیں ہیں۔

① پگڑی باندھ کر مسجد میں آنا۔

② ٹوپی پہن کر مسجد میں آنا۔

اِن میں سے پگڑی باندھ کر مسجد میں آنا افضل ہے کہ اِس سے سارا سر ڈھانپا جاتا ہے۔

ضروری تنبیہ:

مسجد میں پگڑی باندھ کر آنے کی فضیلت اِس وجہ سے نہیں کہ پگڑی باندھنا سنت شرعیہ ہے۔ سنت شرعیہ وہ ہوتی ہے جس پر عمل نہ کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں کمی آجاتی ہے اور اِس کے ترک کیوجہ سے آدمی تارک سنت شمار ہوتا ہے بلکہ یہ سنن عادیہ میں سے ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا کدو اور کلائی کے گوشت کو پسند کرنا اور سنت عادیہ کے ترک کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں کمی نہیں ہوتی اور نہ اس کے اختیار کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ اِس کے ترک سے آدمی تارک سنت بنتا ہے۔ سنت شرعیہ پر عمل کرنا تقاضائے شریعت ہے اور سنن عادیہ پر عمل کرنا تقاضائے طبیعت ہے تقاضائے شریعت نہیں۔ اِس لئے سنت عادیہ کا ترک اتنا معیوب نہیں جتنا اِس کے ترک پر اعتراض کرنا معیوب ہے کہ اِس میں اہانت مسلم اور ایذاء مسلم ہے جو حرام ہے۔ اگر کوئی آدمی سنن

عادیہ کو بھی اختیار کرے تو یہ اس کیلئے باعث فضیلت ہے تاہم اگر کوئی آدمی ٹوپی پہن کر نماز پڑھے یا امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی چنانچہ ردالمحتار: ج ا ص ۲۳۰ مَطْلَبٌ فِیْ السُّنَّةِ وَتَعْرِیْفِهَا، نورالانوار: ص ۱۷۱، مبحث احکام شرعیہ، حسامی مع نامی: ص ۲۳، حسامی مع حاشیہ نظامی: ص ۵۹، میں ہے۔

وَالسُّنَّةُ نَوْعَانِ سُنَّةُ الْهُدٰى وَتَارِكُهَا يَسْتَوْجِبُ إِسَاءَةً وَكَرَاهَةً وَالزَّوَائِدُ (سنن عادیہ) وَتَارِكُهَا لَا يَسْتَوْجِبُ إِسَاءَةً وَكَرَاهَةً كَسِيَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِيَامِهٖ وَقُعُوْدِهٖ وَلِبَاسِهٖ۔

سنت کی دو قسمیں ہیں۔

① سنۃ الھدیٰ (سنت شرعیہ) اِس کا تارک مذمت کا مستحق ہوتا ہے اور عمل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔

② اور سنن زوائد (سنن عادیہ) کا تارک مذمت کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ اس کے ترک سے عمل میں کراہت آتی ہے جیسے قیام وقعود اور لباس میں نبی کریم ﷺ کے طریقے اور عادات۔ (البتہ اس نے جو سنت عادیہ کو اختیار کیا ہے اس کی بنیاد حب رسول ہے تو اس محبت پر یقیناً ثواب ملے گا اور اس جذبہ وغلبہ محبت کی بنیاد پر جس سنت عادیہ پر عمل کیا اس پر ثواب کی امید ہے۔ جیسے اگر کوئی آدمی اسی نیک جذبہ کے ساتھ پگڑی باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو نماز کا ثواب تو وہی رہے گا جو نماز کا اصل ثواب ہے اس میں اضافہ نہ ہوگا، البتہ پگڑی پر مستقل الگ ثواب ملنے کی امید ہے جیسے کہ کوئی آدمی روزہ میں صدقہ کرے تو اس سے روزہ کے اصل ثواب میں اضافہ نہیں ہوگا مگر صدقے پر ثواب مل جائے گا) اور حاشیہ نظامی میں ہے سنن ھدیٰ کا حکم یہ ہے يُطَالَبُ الْمَرْءُ بِإِقَامَتِهَا وَالزَّوَائِدُ غَيْرُ مُطَالَبٍ بِإِقَامَتِهَا آدمی سے سنن ھدیٰ کو قائم کرنے کا شرعاً مطالبہ ہے جبکہ سنن زوائد کے قائم کرنے کا شرعاً کوئی

مطالبہ نہیں۔معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا لباس میں جو طریقہ تھا وہ شرعی حکم کے طور پر نہ تھا بلکہ طبعی تقاضے کے طور پر تھا اور لباس میں پگڑی بھی شامل ہے۔لہٰذا پگڑی باندھنا سنت شرعیہ نہیں بلکہ سنت عادیہ ہے۔اور نورالانوار کے (صفحہ ۱۶۷) پر عمامہ کے سنت عادیہ ہونے کی صراحت ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں پگڑی باندھنے کی فضیلت سنت شرعیہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اِس وجہ سے ہے کہ اِس سے بمقابلہ ٹوپی کے سر زیادہ ڈھانپا جاتا ہے جیسا کہ علامہ مناوی نے مذکورہ بالا عبارت میں اِس کی صراحت کی ہے۔

صحت حدیث:

علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اِس حدیث کی مذکورہ بالا شرح کر کے اخیر میں اِس حدیث کی سند لکھ کر اس پر وارد ہونے والے ایک اعتراض کا جواب بھی دیا ہے۔فرماتے ہیں۔

مَیْسَرَۃُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُیَیْنَۃَ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ قَالَ جَدُّنَا الْاَعْلٰی مِنْ قِبَلِ الْاُمِّ الزَّیْنُ الْعِرَاقِیُّ فِیْ شَرْحِ التِّرْمِذِیْ وَمَیْسَرَۃُ بْنُ عُبَیْدٍ مَتْرُوْکٌ.....لٰکِنْ یَشْهَدُ لَهٗ مَارَوَاهُ اِبْنُ عَسَاکِرٍ بِلَفْظِ اِئْتُوْا الْمَسَاجِدَ حُسَّرًا وَمُقَنَّعِیْنَ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ سِیْمَا الْمُسْلِمِیْنَ (فیض القدیر:ج۱ص۸۹)

میسرہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔علامہ مناوی کہتے ہیں ہمارے ننھیالی جداعلیٰ زین عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ میسرہ بن عبید متروک ہے لیکن ابن عساکر کی روایت اِس کی شاہد ہے جس کے الفاظ یوں ہیں ائتوا۔۔۔الخ آؤ مساجد میں برہنہ سر (اگر ٹوپی پگڑی نہ ہو) اور سر ڈھانپ کر (جب ٹوپی پگڑی دستیاب ہو) کیونکہ یہ مسلمانوں کی علامت ہے۔لہٰذا اس شاہد کے ملنے کی وجہ سے اِس حدیث کا ضعف دور ہو گیا۔

حدیث نمبر٤: عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتُوا الْمَسَاجِدَ حُسَّرًا وَمُقَنَّعِيْنَ فَإِنَّ الْعَمَائِمَ تِيْجَانُ الْمُسْلِمِيْنَ (الکامل لابن عدی: ج٦ ص٣١٩)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مساجد میں آؤ خواہ ننگے سر آؤ خواہ سر ڈھانپ کر آؤ کیونکہ پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حدیث نمبر٥: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتُوا الْمَسَاجِدَ حُسَّرًا وَمُقَنَّعِيْنَ فَإِنَّ ذَالِكَ مِنْ سِيْمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ (الکامل لابن عدی: ج٦ ص٣١٩، تاریخ دمشق: ج٣٦ ص٢٦٥)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مساجد میں آؤ برہنہ سر اور سر ڈھانپ کر کیونکہ سر ڈھانپنا مسلمانوں کی شناخت ہے۔

فائدہ نمبر١: ان پانچ حدیثوں میں اگر فرداً فرداً ضعف ہے تو محدثین کے قاعدہ کے مطابق ان کے ایک دوسرے کیلئے مؤید ہونے کی وجہ سے وہ ضعف دور ہو جاتا ہے۔ نیز ننگے سر فرض نماز پڑھنے کے بارے میں ایک بھی صریح حدیث نہیں بلکہ غیر مقلدین کے پاس صرف اپنی رائے ہے۔ مجتہدین اور فقہاء کی آراء کے مقابلہ میں جب ضعیف حدیث پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے تو ان سفہاء کی رائے کے مقابلہ میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا تو لاکھوں درجے بہتر ہے۔

فائدہ نمبر٢: شاید ان حدیثوں کی وجہ سے یا کسی اور حدیث کی وجہ سے جو امام شعرانی کے سامنے تھیں انہوں نے لکھا

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِسَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ بِالْعِمَامَةِ أَوِ الْقَلَنْسُوَةِ وَيَنْهٰى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ إِذَا أَتَيْتُمُ الْمَسَاجِدَ فَأْتُوْهَا مُعَصَّبِيْنَ وَالْعِصَابَةُ هِيَ الْعِمَامَةُ

(کشف الغمہ عن جمیع الامۃ: ج١ ص١٢٢)

"نبی پاک ﷺ نماز میں ٹوپی یا پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور نماز میں سر کھلا رکھنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم مساجد میں آؤ تو پگڑی باندھ کر آیا کرو اور عصابہ سے مراد پگڑی ہے"

امام شعرانی نے نماز میں سر کھلا رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو منع کا ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے اُن کے سامنے ممانعت اور نہی والی صریح حدیث ہو جس کا انہوں نے یہاں خلاصہ ذکر کیا ہے۔ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے نماز میں سر کھلا رکھنے سے ممانعت کا ذکر اسی قاعدہ کے تحت کیا ہے اَلْاَمْرُ بِالشَّیْءِ نَھْیٌ عَنْ ضِدِّہٖ۔ کسی چیز کا حکم دینا گویا اُس کی ضد سے ممانعت ہوتی ہے جیسے سچ بولنے کا حکم گویا جھوٹ بولنے سے ممانعت ہے، پاکدامنی کا حکم گویا زنا سے منع کرنا ہے، نظر نیچی رکھنے کا حکم گویا بدنظری سے نہی ہے۔ نماز کا حکم گویا ترک نماز سے نہی ہے۔ اِسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم دیا ہے تو یہ حکم بھی گویا نماز میں سر کھلا رکھنے سے ممانعت ہے۔

حدیث نمبر ٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعُوْا الْعَمَائِمَ وَضَعُوْا عِزَّهُمْ (کنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰۵)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پگڑیاں عربوں کے تاج ہیں پس جب انہوں نے پگڑیوں کو اُتارا تو گویا انہوں نے لباس عزت کو اُتار دیا"

حدیث نمبر ٧: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَمَائِمُ وَقَارٌ لِلْمُؤْمِنِ وَعِزٌّ لِلْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا (کنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰۸)

"پگڑیاں مؤمن کا وقار ہیں اور عرب کیلئے عزت ہیں، جب عرب نے پگڑیوں کو اتارا تو انہوں نے اپنی عزت کو اتار دیا"

تنبیہ:

چونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں طبعی ذوق پگڑی باندھنے کا تھا اس لئے آپ ﷺ نے پگڑی کا ذکر فرمایا ورنہ اصل مقصود ہے سر کو ڈھانپنا (خواہ پگڑی کے ساتھ ہو یا ٹوپی کے ساتھ ہو) اور سر کو ڈھانپنا وقار وعزت ہے اور سر کو کھلا رکھنا اور کھلے سر کے ساتھ پھرنا ذلت ہے اور اللہ کی درگاہ میں ننگے سر حاضر ہونا تو اور بھی ذلت وعیب کی بات ہے۔

مسلم: ج ا ص ۲۲۰ میں ہے وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ ''یعنی نماز کی طرف آنے والا سکون اور وقار کے ساتھ آئے۔ جب نماز کی طرف آنے والے کو عزو وقار کے ساتھ آنے کا حکم ہے تو عین نماز میں ننگے سر والی حالت جو مذکورہ بالا حدیثوں کے مطابق ذلت اور بے وقار ہونے کی حالت ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کیونکر پسند ہو سکتی ہے؟ یہ یقیناً ناپسندیدہ اور خلاف ادب حالت ہے۔

حدیث نمبر۸: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ عَلٰى مُوْسٰى يَوْمَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ..... كُمَّةُ صُوْفٍ..... اَلْكُمَّةُ الْقَلَنْسُوَةُ الصَّغِيْرَةُ (جامع ترمذی: ج ا ص ۳۰۴)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس دن رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا اُس دن موسیٰؑ کے سر پر چھوٹی ٹوپی تھی''

معلوم ہوا کہ دربار الٰہی کی حاضری کے آداب میں سے ہے سر ڈھانپنا۔ نیز معلوم ہوا کہ پگڑی کی بجائے ٹوپی سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر۹: عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةً خُمَاسِيَّةً طَوِيْلَةً

(مسند ابی حنیفہ: ص ۲۹۹)

"امام اعظم ابوحنیفہ اپنے استاد عطاء سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر پانچ کونوں والی اونچی ٹوپی دیکھی"

حدیث نمبر ۱۰: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ (شمائل ترمذی: ص۸)

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھتے تھے"

فائدہ: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو ڈھانپ کر رکھیں مگر جب اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں افضل ترین عبادت (یعنی نماز) کی ادائیگی کیلئے حاضر ہوں تو سر سے کپڑا اتار کر پھینک دیں۔

حدیث نمبر ۱۱: عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهٗ قَلَنْسُوَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا اُذُنَانِ وَقَلَنْسُوَةٌ لَاطِيَةٌ

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصفہانی: ج۱ص ۳۲۸)

جریر کہتے ہیں میں عبداللہ بن بسرؓ کو ملا میں نے کہا مجھے حدیث سنایئے۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کی ایک ٹوپی اونچی ہے اور اس کے دو کان ہیں اور ایک ٹوپی ایسی تھی جو سر کے ساتھ چپٹی رہتی (یعنی وہ اونچی نہ تھی)

حدیث نمبر ۱۲: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ شَامِيَّةٌ

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصفہانی: ج۱ص ۳۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سر مبارک پر سفید شامی ٹوپی ہے (جو اونچی نہ تھی)

حدیث نمبر ۱۳: عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ مِنَ الْقَلَانِسِ فِي السَّفَرِ ذَوَاتَ الْآذَانِ وَفِي الْحَضَرِ الْمُشَمَّرَةَ يَعْنِي الشَّامِيَّةَ

(الانوار فی شمائل النبی المختار ج ا ص ۲۸۵، محی السنہ حسین بن مسعود بغوی)

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں وہ ٹوپی پہنتے جو کانوں والی تھی اور حضر میں وہ ٹوپی پہنتے جو بغیر کانوں کے تھی اور زیادہ اونچی بھی نہ تھی یعنی شامی ٹوپی"

ابو الحسن بلاذری نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چمڑے کی سوراخ دار ٹوپی تھی۔ عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک مصری ٹوپی ہے اور ایک کانوں والی ٹوپی ہے اور ایک ایسی ٹوپی ہے جو زیادہ اونچی نہیں بلکہ وہ سر کے ساتھ ملی رہتی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۸۴)

نیز جعفر بن محمد اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سفید ٹوپی، کبھی خوبصورت منقش ٹوپی اور کبھی کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۸۵)

اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

فائدہ: محدثین نے کتب حدیث میں پگڑی اور ٹوپی سے متعلق احادیث پر جو مختلف عنوانات قائم کیے ہیں اِن کو ابواب الوضوء، ابواب السجود، ابواب الجهاد اور ابواب اللباس میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں تیرہ ابواب ہیں، سنن نسائی میں چھ، سنن

ترمذی اور شمائل ترمذی میں تین، سنن ابن ماجہ میں چار اور سنن ابوداؤد میں دو۔ مذکورہ بالا پانچ کتابوں کے اِن اٹھائیس ابواب میں ایک سو چھیالیس مرفوع و موقوف احادیث ہیں۔ جن میں رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے پگڑی یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا مسئلہ ہے۔ باقی سینکڑوں کتب حدیث اُن کے علاوہ ہیں۔

غور طلب امور:

(الف) جب رسول اللہ ﷺ وضو اور جنگ کے وقت بھی پگڑی سر پر رکھتے تھے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نماز کے وقت سر سے کپڑا اُتار کر ننگے سر نماز پڑھتے ہوں۔

(ب) مصنف ابن ابی شیبہ میں دو باب ہیں ① بَابُ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ وَلَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا یعنی اُن فقہاء و محدثین کے دلائل جن کے نزدیک پگڑی کے بل پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اِس باب میں آٹھ حدیثیں درج ہیں۔

② بَابُ مَنْ كَرِهَ السُّجُوْدَ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ یعنی اُن فقہاء و محدثین کے دلائل جن کے نزدیک پگڑی کے بل پر سجدہ مکروہ ہے۔ اس باب میں بارہ احادیث ہیں۔ صرف ان دو ابواب کی بیس احادیث مبارکہ ہی کو دیکھ لیجئے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سنت طریقہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا ہے۔

(ج) سر بالاتفاق ستر کا حصہ نہیں۔ لہٰذا پگڑی و ٹوپی کا مقصد ستر چھپانا نہیں ہوسکتا بلکہ وہ انسان کیلئے خوبصورتی کے علاوہ شرف و عزت اور شرم و حیاء کی علامت ہے۔ پس دربارِ خداوندی میں اپنا خوبصورت لباسِ عزت پہن کر نماز جیسی عظیم عبادت ادا کرنا تقاضائے بندگی بھی ہے اور عظمت و شرافت کی دلیل بھی۔

(د) شارحین حدیث نے پگڑی و ٹوپی سے متعلق حدیثوں کی شرح کرتے ہوئے مختلف نکات پر بحث کی ہے۔

① عمامہ کا رنگ ② کون سا رنگ آپ کو زیادہ پسند تھا ③ کس موقع پر کونسا رنگ تھا ④ عمامہ ٹوپی پر یا ٹوپی کے بغیر ⑤ عمامہ کی لمبائی ⑥ کنارہ کس طرف چھوڑتے تھے، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے ⑦ ایک کنارہ چھوڑتے تھے یا دو ⑧ پگڑی کو دائیں طرف پیچ دیتے تھے یا بائیں طرف ⑨ ٹوپی کی قسمیں۔

اگر شریعت اسلام میں سر ڈھانپنے کی خصوصاً نماز جیسی اہم ترین اور عظیم ترین عبادت میں کوئی اہمیت نہیں تو کتب حدیث میں اتنے ابواب قائم کرنے کا کیا فائدہ؟

نیز نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی کی اتنی تحقیق کی گئی ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کی تعداد تک لکھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی محدث یا شارح نے آپؐ کے ننگے سر چلنے پھرنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت کو نقل نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۴: عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَرَفَعَ الْعِمَامَةَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ا ص ۲۳)

''عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء کیا، پس پگڑی کو اوپر کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا''

فائدہ: وضوء کے وقت سر پر پگڑی باندھنا دراصل نماز کیلئے تھی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وضوء کے وقت تو سر پر پگڑی ہو اور جب بارگاہِ ایزدی میں جائیں جو انتہائی تعظیم وادب کا مقام ہے وہاں اُتار دیں۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

حدیث نمبر ۱۵: عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ الْعِمَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (سبل الھدیٰ والرشاد: ج ۸ ص ۲۰۷)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن پگڑی پہنتے تھے''

حدیث نمبر۱۶: عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَلْبَسُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَيُرْخِيهَا خَلْفَهُ

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج۸ص۳۱۳)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کی پگڑی تھی جس کو آپ دونوں عیدوں میں باندھتے اور اِس کا کنارہ اپنے پیچھے چھوڑتے تھے۔

حدیث نمبر۱۷: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَهُوَ مُعْتَمٌّ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ عِمَامَةٌ وَصَلَ الْخِرْقَةَ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَاعْتَمَّ بِهَا (سبل الھدیٰ والرشاد: ج۷ص۱۷۱و ابن عساکر: ج۴ص۱۹۱وھذا الاسناد اشبہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ہمیشہ پگڑی باندھ کر نکلتے اور اگر پگڑی نہ ہوتی تو کپڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ پگڑی باندھتے۔

فائدہ ۞ اِس حدیث کی سند کے متعلق سبل الھدیٰ والرشاد اور تاریخ ابن عساکر میں لکھا ہے وَهٰذَا الْاِسْنَادُ اَشْبَهُ یعنی اِس سند میں صحت راجح ہے۔ امام ترمذی نے جامع الترمذی: ج۱ص۱۱ بَابٌ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرَيْنِ میں لفظ اَشْبَهُ کو اسی معنی میں استعمال کیا ہے وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ وَكَاَنَّهُ رَاٰى حَدِيْثَ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَشْبَهَ وَوَضَعَهُ فِيْ كِتَابِهِ الْجَامِعِ ''میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کچھ بھی فیصلہ نہ کیا لیکن اُن کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے نزدیک زہیر عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود کی سند والی حدیث اشبہ ہے یعنی اِس میں صحت راجح ہے کیونکہ امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں لکھا

ہے۔ پس جو درجہ بخاری کی اِس سند کا ہے مذکورہ بالا پگڑی والی حدیث کا بھی وہی درجہ ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کیلئے ایک ہی لفظ استعمال ہوا ہے یعنی اشبہ، جس کا معنی ہے کہ اس میں صحت راجح ہے۔

(مقدمہ فتح الباری: ص ۳۴۷، فتح المغیث لشمس الدین بخاری: ج ۳ ص ۸۱، ۸۴)

فائدہ ﴿۱﴾ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں سر ڈھانپنے کا اِس قدر اہتمام کرتے تھے کہ پگڑی نہ ہونے کی صورت میں کپڑوں کے ٹکڑوں کو باہم پیوست کر کے اُن کی پگڑی بنا کر سر پر باندھتے۔

حدیث نمبر ۱۸: عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَامَسَحَ رَأْسَہٗ رَفَعَ الْقَلَنْسُوَۃَ وَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِہٖ (سنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۱ ص ۶۱)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ سر کا مسح کرتے تو اپنی ٹوپی کو اوپر اُٹھا کر اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح کرتے''.....

اور ظاہر ہے کہ سر پر ٹوپی نماز کیلئے ہوتی تھی اور یہ بہت ہی بعید بات ہے کہ وہ وضوء کے وقت تو سر پر ٹوپی رکھتے ہوں اور مسح کے وقت اِس کو تھوڑا سا اوپر کر کے سر کے اگلے حصہ پر مسح کریں اور نماز میں اتار دیں کہ یہ خلافِ ادب ہے۔

حدیث نمبر ۱۹: عَنِ الْعَلَاءِ قَالَ رَأَیْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ یُصَلِّیْ وَھُوَمُقْنِعٌ رَأْسَہٗ .....رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ سَعِیْدٍ (سبل الھدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۹۱)

''علاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حسن بن علیؓ کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے سر کو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس روایت کو سعید بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن سعید نے نقل کیا ہے''

حدیث نمبر۲۰: وَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِی الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا (بخاری: ج۱ص۱۵۹)

"ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو نیچا اور اوپر کیا"

حدیث نمبر۲۱: قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ رَاَیْتُ عَلٰی اَنَسٍ بُرْنُسًا اَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ (بخاری: ج۲ص۸۶۳)

"معتمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے فرمایا میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا کہ اُن کے سر پر ریشم اور اون سے بنی ہوئی زرد ٹوپی ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا طبعی ذوق سر ڈھانپنے کا تھا۔ جب وہ عام حالات میں بھی سر ڈھانپنے کو عزت اور وقار سمجھتے تھے اور سر کھلا رکھنا ذلت اور وقار و عزت کے منافی خیال کرتے تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ درگاہِ ایزدی میں نماز جیسی عظیم عبادت کے وقت پگڑی، ٹوپی ہونے کے باوجود سر کو کھلا رکھتے ہوں۔

حدیث نمبر۲۲: وَقَالَ الْحَسَنُ کَانَ الْقَوْمُ یَسْجُدُوْنَ عَلَی الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ (بخاری: ج۱ص۵۶)

"حسن بصری فرماتے ہیں کہ قوم (یعنی صحابہ کرامؓ) پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے"

اسکی وضاحت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز میں سر کو پگڑی یا ٹوپی کے ساتھ ڈھانپتے تھے اور جب سجدہ کرتے تو شدت گرمی کیوجہ سے پگڑی کا بل پیشانی پر کر کے یا ٹوپی نیچے پیشانی تک کر کے سجدہ پگڑی کے بل پر یا ٹوپی پر کرتے تھے۔ اس سے نماز میں سر کا ڈھانپنا ثابت ہوا۔

حدیث نمبر۲۳:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ھجرت کی خبر دیتے وقت سر ڈھانپا ہوا تھا:

صحیح بخاری: ج۱ص۵۵۳ باب ھجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم

زوال کے وقت ابوبکرؓ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایک آدمی نے حضرت ابوبکرؓ کو خبر دی

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا

"یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے سر ڈھانپا ہوا ہے۔اور آپ ﷺ ایسے وقت میں تشریف لائے کہ اُس وقت آپ ﷺ کے آنے کی عادت نہ تھی"

اِس حدیث میں آپ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔اِس جگہ اِس واقعہ کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ابوبکر کو ہجرت کی اجازت ملنے کی خبر بتانے آئے تو رسول اللہ ﷺ کا سر ڈھانپا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۴:

رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبہ میں سر ڈھانپنا:

رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ والی حدیث صحیح بخاری میں تین جگہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔بخاری: ص ۱۲۷۔باب من قال فی الخطبة بعد الثناء اما بعد، بخاری: ص ۵۱۳: باب علامات النبوة فی الاسلام، بخاری: ص ۵۳۶: باب ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة۔اور دو جگہ حضرت انسؓ کی روایت سے ہے: بخاری: ص ۵۳۶: باب ویؤثرون...الخ... بالترتیب دونوں حدیثیں ملاحظہ کیجئے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَّبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسْمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَيَّ فَثَابُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ يَقِلُّوْنَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ اَنْ يَضُرَّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعَ فِيْهِ اَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے خطبہ کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی یہ آخری مجلس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چادر اپنے کندھوں تک لپیٹی ہوئی تھی اور سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد فرمایا "اے لوگو میرے قریب ہو جاؤ۔ لوگ جلدی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا، بے شک انصار تھوڑے ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ زیادہ ہو جائیں گے (جیسے نمک طعام میں :ص۵۱۲) پس جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کسی چیز کا والی بن جائے اور وہ اپنی استطاعت کے مطابق کسی کو ضرر اور کسی کو نفع پہنچائے تو اِس کو چاہیئے کہ انصار میں سے اچھا معاملہ کرنے والے کی اچھائی قبول کرے اور اُن کے بُرا معاملہ کرنے والے کی بُرائی سے درگزر کرے"

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اِس طرح ہے۔

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِذَالِكَ فَقَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَقَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے ساتھ مجلس ہوتی تھی اِس کو یاد کر کے رو رہے ہیں (آپ کے بیمار ہونے کی

وجہ سے اِس مجلس سے اب محروم تھے) حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو انصار کی اِس بیتابی اور بے چینی کی خبر سنائی۔ پس یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر چادر کے کنارہ کو پگڑی کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کے بعد کبھی منبر پر نہ چڑھ سکے۔ آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے ایسے ہیں جیسے انسان کیلئے معدہ یا جیسے کپڑوں کیلئے صندوق (یعنی وہ میرے رازدار اور معتمد علیہ لوگ ہیں) تحقیق انہوں نے وہ حق ادا کر دیا جو اُن کے ذمہ تھا۔ ہاں البتہ اُن کا وہ حق جو ہمارے ذمہ ہے ابھی تک باقی ہے۔ پس تم اُن کے اچھا معاملہ کرنے والے سے اچھائی قبول کرو اور اُن کے بُرا معاملہ کرنے والے سے درگزر کرو"

ان دونوں حدیثوں میں صراحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کا یہ آخری خطبہ تھا۔ آپ ﷺ کا اِس آخری خطبہ میں بھی سر ڈھانپا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۵:

رسول اللہ ﷺ کا اپنی آخری نماز میں سر ڈھانپنا

رسول اللہ ﷺ کا وصال بروز سوموار بوقت چاشت ہوا۔

(سیرت ابن ہشام: ج ۲ ص ۶۵۴، ج ۶ ص ۴۷، سیرت ابن کثیر: ج ۴ ص ۴۶۵)

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاصِبًا رَأْسَهٗ إِلَى الصُّبْحِ وَأَبُوْبَكْرٍ.... الخ

سوموار کے دن نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر پگڑی باندھی ہوئی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ

تشریف لائے تو لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے جگہ خالی کی۔ حضرت ابو بکرؓ سمجھ گئے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے ایسا کیا ہے، اس لئے وہ اُلٹے پاؤں مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی کمر پر ہاتھ رکھ کر مصلے پر کھڑا رہنے کا اشارہ کیا اور فرمایا صَلِّ بِالنَّاسِ لوگوں کو نماز پڑھایئے اور خود رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی دائیں جانب بیٹھ گئے (جیسا کہ ایک مقتدی امام کے دائیں جانب ہوتا ہے)(سیرت ابن ہشام: ج۲ص۶۵۲، ودلائل النبوۃ بیہقی: ج۸ص۲۹۶)

پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کیسے تشریف لائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے حضرت فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مرض الوفات میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر زرد رنگ کی پگڑی تھی ۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے علیک سلیک کے بعد فرمایا: اے فضل! میں نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِس پگڑی کو میرے سر پر مضبوط کر دو۔ سو میں نے اِس کو مضبوطی سے لپیٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر رکھا (دوسرا ہاتھ اپنے غلام ثوبان کے کندھے پر رکھا) پھر کھڑے ہوئے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد: ج۷ص۲۷۲، سیرت حلبیہ: ج۳ص۴۶۸)

یہ آپ ﷺ کی زندگی کی آخری نماز تھی جو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پڑھی۔ صبح کی نماز پڑھی اور چاشت کے وقت وصال ہو گیا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ آخِرُ صَلٰوۃٍ صَلَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَوَشِّحًا خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ (نسائی: باب صلوۃ الامام خلف رجل من رعیتہ، صحیح ابن حبان: ج۵ص۴۹۶)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جماعت کے ساتھ آخری نماز

حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پڑھی اس حالت میں ایک بڑی چادر کندھوں تک لپٹی ہوئی تھی (اور سر پر زرد رنگ کا عمامہ مضبوط بندھا ہوا تھا) پس نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی سر ڈھانپ کر پڑھی ہے۔

اے بھائیو! کیا اب بھی ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت جاری رکھو گے؟

فائدہ: امام بخاری نے صحیح بخاری: ج ا ص ۸۶۴ پر باب قائم کیا ہے بَابُ التَّقَنُّعِ اِس میں اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ میں سر ڈھانپنے کی حدیث ابن عباسؓ اور حدیث انسؓ کا اجمالی حوالہ دیا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَعَلَیْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ وَقَالَ اَنَسٌ عَصَّبَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی رَأْسِهٖ حَاشِیَةَ بُرْدٍ

"حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نکلے تو آپ کے سر مبارک پر پگڑی نما سیاہ کپڑا تھا اور حضرت انسؓ نے فرمایا نبی ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر کے کنارہ کو پگڑی کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔ اسی طرح ہجرت کی خبر دیتے وقت جو سر کو ڈھانپا ہوا تھا اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے۔ اور عمدۃ القاری میں تقنع کا معنی لکھا ہے سر کو پگڑی وغیرہ سے ڈھانپنا۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ حنفی کی روشنی میں﴾

① سَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ اَوْ عِمَامَتُهٗ فِی الصَّلٰوةِ فَرَفَعَ الْقَلَنْسُوَةَ بِیَدٍ وَّاحِدَةٍ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ بِکَشْفِ الرَّأْسِ وَاَمَّا الْعِمَامَةُ فَاِنَّ رَفْعَهَا وَوَضْعَهَا عَلَی الرَّأْسِ بِیَدٍ وَّاحِدَةٍ مَعْقُوْدَةٍ کَمَا کَانَتْ فَسَتْرُ الرَّأْسِ اَوْلٰی (درر الاحکام شرح غرر الاحکام: ج ا ص ۳۹۶)

"اگر نماز میں ٹوپی یا پگڑی گر گئی پھر اس کو ایک ہاتھ کے ساتھ سر پر رکھ لے تو برہنہ سر نماز پڑھنے سے یہ افضل ہے۔ اسی طرح ایک ہاتھ کے ساتھ پگڑی کو اٹھانا اور سر پر رکھنا ممکن ہو اور ایک ہاتھ اپنی حالت پر باندھا ہوا ہو تو سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپ لینا بہتر ہے۔

② وَيُكْرَهُ وَهُوَ مَكْشُوْفُ الرَّأْسِ تَكَاسُلًا لِتَرْكِ الْوَقَارِ

(مراقی الفلاح: ج۱ص۱۵۴)

"اور سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز مکروہ ہے ترک وقار کی وجہ سے"

③ وَالْمُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ ثَلٰثَةِ ثِيَابٍ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ قَمِيْصٍ وَّاِزَارٍ وَّ عِمَامَةٍ (مراقی الفلاح: ج۱ص۱۲۵،۱۵۴)

"اور مستحب یہ ہے کہ اپنے کپڑوں میں سے اپنے خوبصورت ترین تین کپڑوں میں نماز پڑھی جائے۔ قمیص، تہبند اور پگڑی"

④ اَلْاَفْضَلُ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ ثَوْبَيْنِ حَتّٰى يَحْصُلَ السَّتْرُ التَّامُّ وَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ قَالُوْا اَلْمُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَّاِزَارٍ وَّعِمَامَةٍ (مجمع الانھر: ج۱ص۲۱۵)

"افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے تاکہ ستر تام حاصل ہو۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ قمیص، تہبند اور پگڑی"

⑤ لَوْ صَلّٰى مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ وَهُوَ يَجِدُ مَا يَسْتُرُ بِهِ الرَّأْسَ اِنْ كَانَ تَهَاوُنًا بِالصَّلٰوةِ يُكْرَهُ (المحیط البرھانی: ج۵ص۱۳۷)

"اگر سر ڈھانپنے کیلئے کپڑا میسر ہو پھر بھی نماز میں سر ڈھانپنے کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہے"

⑥ وَيُكْرَهُ صَلٰوتُهٗ حَاسِرًا رَأْسَهٗ لِلتَّكَاسُلِ وَعَدَمِ الْمُبَالَاةِ

(درر الاحکام: ج۱ص۴۷۵)

"اور سستی اور پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے"

⑦ وَيُكْرَهُ الصَّلٰوةُ حَاسِرًا رَأْسَهٗ اِذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ ذَالِكَ تَكَاسُلًا اَوْ تَهَاوُنًا بِالصَّلٰوةِ (عالمگیری: ج۱ص۱۰۶)

''جب پگڑی (یا ٹوپی، رومال وغیرہ) میسر ہو اس کے باوجود برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسا کرے سستی سے اور نماز میں سر ڈھانپنے کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے''

⑧ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ حَاسِرًا رَأْسَهٗ تَكَاسُلًا (المحیط البرھانی: ج۱ص۵۶)

''اور بوجہ سستی برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے''

⑨ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ اَيْضًا مَعَ تَشْمِيْرِ الْكُمِّ عَنِ السَّاعِدِ وَمَكْشُوْفِ الرَّأْسِ (فتح القدیر: ج۱ص۴۱۸)

''اور کلائی سے آستین اوپر چڑھا کر اور برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے''

⑩ لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مُرْتَكِبِ الْاَفْعَالِ الْمُخِلَّةِ بِالْمُرُوْئَةِ بِاتِّفَاقِ الْاَئِمَّةِ وَلَوْ كَانَتْ تِلْكَ الْاَفْعَالُ غَيْرَ مُحَرَّمَةٍ كَالسَّيْرِ فِى الطُّرُقِ وَمَجَامِعِ النَّاسِ بِالْقَمِيْصِ فَقَطْ وَمَدِّ الرِّجْلَيْنِ عِنْدَ النَّاسِ وَكَشْفِ الرَّأْسِ فِى الْمَوَاضِعِ الَّتِىْ يُعَدُّ كَشْفُ الرَّأْسِ فِيْهَا مُخَالِفًا لِلْعَادَةِ وَاِسَاءَةَ الْاَدَبِ (دررالاحکام شرح غررالاحکام: ج۴ص۳۱۷)

''ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ ایسے افعال جو شریعت میں اگر چہ حرام نہیں لیکن وہ مروت کے خلاف ہیں اُن کے مرتکب کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جیسے اکیلی قمیص پہن کر راستوں پر چلنا اور مجلسوں میں آنا، لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کرنا اور ایسی جگہ میں سر کو کھلا رکھنا جس میں سر کھلا رکھنا خلاف عادت ہو اور بے ادبی سمجھی جاتی ہو''

⑪ اَلصَّلٰوةُ مُتَعَمِّمًا اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ لِمَا اَنَّ ذٰلِكَ اَبْلَغُ فِى الْاِحْتِرَامِ (بدائع الصنائع: ج۱ص۴۷۰)

''پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا اُس نماز سے افضل ہے جو برہنہ سر پڑھی جائے کیونکہ سر ڈھانپنے میں پورا پورا ادب واحترام ہے''

⑫ اِنْ صَلّٰی فِیْ اِزَارٍ وَّاحِدٍ یَجُوْزُ وَیُکْرَهُ وَکَذَا فِی السَّرَاوِیْلِ فَقَطُّ بِغَیْرِ عُذْرٍ وَکَذَا مَکْشُوْفُ الرَّأْسِ لِلتَّهَاوُنِ وَالتَّکَاسُلِ
(البحر الرائق: ج۲ ص۱۳۴)

"بغیر عذر کے اکیلے تہبند یا پائجامہ یا شلوار وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح سر ڈھانپنے کو حقیر عمل سمجھنے یا سستی کرنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے"

⑬ وَالْمُسْتَحَبُّ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ قَمِیْصٍ وَّاِزَارٍ وَّعِمَامَةٍ (عالمگیری: ج۱ ص۵۹، البحر الرائق: ج۳ ص۵۸، ج۲ ص۱۳۲، المحیط البرھانی: ج۲ ص۵۷، بدائع الصنائع: ج۲ ص۳۵۹، درر الاحکام: ج۱ ص۳۶۸ فقہ العبادات: ج۱ ص۷۶، الاختیار لتعلیل المختار: ج۱ ص۱۴۹)

"اور تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے یعنی قمیص، تہبند اور عمامہ"

⑭ وَالْمُسْتَحَبُّ ثَلَاثَةُ اَثْوَابٍ قَمِیْصٌ وَّاِزَارٌ وَّرِدَاءٌ وَعِمَامَةٌ هٰکَذَا حَکَاهُ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْهِنْدَوَانِیُّ عَنْ اَصْحَابِنَا وَعَنْ مُحَمَّدٍ الْمُسْتَحَبُّ ثَوْبَانِ اِزَارٌ وَّرِدَاءٌ (حاشیہ تبیین الحقائق ج۱ ص۲۸۷، تحفۃ الفقہاء: ج۱ ص۱۴۶)

"مستحب تین کپڑے ہیں۔ قمیص، تہبند یا بڑی چادر اور پگڑی۔ اسی طرح ابوجعفر ہندوانی نے ہمارے حنفی علماء سے نقل کیا ہے اور امام محمد کے نزدیک دو کپڑے مستحب ہیں یعنی تہبند اور بڑی چادر (جو سر وغیرہ کو ڈھانپ لے)"

⑮ وَلَابَأْسَ اِذَا فَعَلَهُ اَیْ اِذَا کَشَفَ الرَّأْسَ تَذَلُّلًا وَّخُشُوْعًا لِاَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْمَقْصُوْدُ الْاَصْلِیُّ فِی الصَّلٰوةِ وَفِیْ قَوْلِهٖ لَابَأْسَ اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ الْاَوْلٰی اَنْ لَّا یَفْعَلَهُ وَاَنْ یَّتَذَلَّلَ وَیَخْشَعَ بِقَلْبِهٖ فَاِنَّهُمَا مِنْ اَفْعَالِ الْقَلْبِ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی: ج۱ ص۳۴۷)

"اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت و عاجزی ظاہر کرنے کیلئے برہنہ سر نماز پڑھنے میں کوئی

حرج نہیں کیونکہ نماز میں اصل مقصود یہی کیفیت ہے اور لَا بَأْسَ کے لفظ میں اشارہ ہے کہ یہ خلاف اولیٰ ہے، اِس کے مقابلہ میں اولیٰ و افضل یہ ہے کہ برہنہ سر نماز نہ پڑھے کیونکہ عاجزی اور خشوع و خضوع کا تعلق دل کے ساتھ ہے"

⑯ يُكْرَهُ الْإِعْتِجَارُ وَهُوَ لَفُّ الْعِمَامَةِ حَوْلَ رَأْسِهٖ وَإِبْدَاءُ الْهَامَّةِ كَمَا يَفْعَلُهُ الشُّطَّارُ فِي الْمُحِيْطِ وَيُكْرَهُ الْإِعْتِجَارُ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنْهُ وَهُوَ اَنْ يُكَوِّرَ عِمَامَةً وَيَتْرُكَ وَسْطَ رَأْسِهٖ مَكْشُوْفًا كَهَيْئَةِ الْاَشْرَارِ

(البحر الرائق: ج ۴ ص ۱۲۸، فتح القدیر: ج ۱ ص ۴۱۲)

"اعتجار مکروہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ سر کے اردگرد پگڑی لپیٹنا اور درمیان سے کھلا رکھنا جیسا کہ مکار، فریبی اور شریر لوگ کرتے ہیں۔ محیط میں ہے کہ اعتجار مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے اور اعتجار کی صورت یہ ہے کہ پگڑی کو سر کے اردگرد لپیٹا جائے اور سر کو درمیان سے کھلا چھوڑ دیا جائے شریر لوگوں کی ہیئت کی طرح"

⑰ وَحَاسِرَ الرَّأْسِ اَیْ كَاشِفًا اِيَّاهُ وَهٰذَا اِذَا كَانَ لِلتَّكَاسُلِ وَقِلَّةِ رِعَايَتِهَا لَا الْاِهَانَةِ بِهَا لِاَنَّهَا كُفْرٌ (مجمع الانھر: ج ۱ ص ۳۸۵)

"اور برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ سستی اور آداب نماز کی کم رعایت کرنے کی وجہ سے ہو اور اگر نماز کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے ہو تو کفر ہے"

⑱ قوله لِلتَّكَاسُلِ اَیْ لِاَجْلِ الْكَسْلِ بِاَنِ اسْتَثْقَلَ تَغْطِيَتَهٗ وَلَمْ يَرَهَا اَمْرًا مُهِمًّا فِي الصَّلٰوةِ فَتَرَكَهَا لِذٰلِكَ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهِمْ تَهَاوُنًا بِالصَّلٰوةِ (رد المحتار: ج ۵ ص ۱۳)

"اور سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز مکروہ ہے۔ سستی کی صورت یہ ہے کہ سر ڈھانپنے کو بوجھ اور ثقیل سمجھے اور نماز میں اِس کو اہم کام نہ سمجھے، اسی وجہ سے سر نہ ڈھانپے اور تھاونا بالصلوۃ کا مطلب یہی ہے (اس کا معنی نماز کو ہلکا اور حقیر کام سمجھنا نہیں کیونکہ نماز کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا کفر ہے)"

⑲ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ حَاسِرًا اَيْ حَالَ كَوْنِهٖ كَاشِفًا رَأْسَهٗ تَكَاسُلًا لِاَجْلِ الْكَسْلِ وَسَبَبُهٗ بِاَنِ اسْتَثْقَلَ تَغْطِيَتَهٗ وَلَمْ يَرَهَا اَمْرًا مُهِمًّا فِي الصَّلٰوةِ فَتَرَكَهَا لِذٰلِكَ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهِمْ تَهَاوُنًا بِالصَّلٰوةِ

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی: ج ۱ ص ۳۴۷)

"اور سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اِس سستی کا سبب یہ ہے کہ نماز میں سر ڈھانپنا بوجھ سمجھتا ہے اور نماز میں سر ڈھانپنے کو اہمیت نہیں دیتا، اسی وجہ سے نماز میں سر کھلا چھوڑ دیتا ہے اور تھاونا بالصلوۃ کا یہی معنی ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں نماز کو گھٹیا اور حقیر کام سمجھنا کیونکہ نماز کو حقیر کام سمجھنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا کفر ہے"

⑳ اَلْحَنَفِيَّةُ عَدُّوْا الْمَكْرُوْهَاتِ مِنْهَا الصَّلٰوةُ وَهُوَ مَكْشُوْفُ الرَّأْسِ تَكَاسُلًا (الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ج ۱ ص ۲۸۱)

"حنفیہ نے نماز کے جو مکروہات شمار کئے ہیں اُن میں سے ایک مکروہ یہ ہے سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا"

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ شافعی کی روشنی میں﴾

① قَالَ اَصْحَابُنَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ فِيْ اَحْسَنِ ثِيَابِهِ الْمُتَيَسِّرَةِ لَهٗ وَيَتَقَمَّصُ وَيَتَعَمَّمُ (المجموع شرح المہذب: ج ۳ ص ۱۷۳)

"ہمارے شافعی علماء نے کہا ہے کہ آدمی کو جو خوبصورت ترین کپڑے میسر ہوں اُن میں نماز پڑھے اور قمیص بھی پہنے اور پگڑی بھی باندھے"

② وَيُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّلْبَسَ لِلصَّلٰوةِ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ وَيَتَطَيْلَسَ وَيَرْتَدِيَ وَيَتَّزِرَ اَوْ يَتَسَرْوَلَ لِاَنَّهٗ يُرِيْدُ التَّمَثُّلَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَتَجَمَّلُ بِذٰلِكَ وَالْاَخِيْرَانِ مِنْ زِيَادَتِهٖ

(اسنی المطالب شرح روض المطالب: ج ۳ ص ۶۲، ۶۳)

"آدمی کے لئے مستحب ہے کہ وہ نماز کیلئے خوبصورت ترین کپڑے پہنے۔ نیز قمیص پہنے اور پگڑی باندھے (یعنی پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپے) اور تہبند باندھے یا شلوار پہنے نیز سبز یا سادہ چادر بھی اوڑھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اِس لئے وہ خوبصورت لباس پہن کر حاضر ہو۔ پگڑی اور چادر اُوڑھنے سے جمال میں اضافہ ہوجاتا ہے"

③ وَيُسَنُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَلْبَسَ لِلصَّلٰوةِ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَ يَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ وَيَتَطَيْلَسَ وَيَرْتَدِىَ وَيَتَّزِرَ اَوْيَتَسَرْوَلَ

(تحفة المحتاج فی شرح المنهاج: ج٦ ص٢٦٥)

"آدمی کیلئے نماز میں اچھے سے اچھے کپڑے پہننا مسنون ہے۔ اور قمیص پہنے اور پگڑی کے ساتھ سر کو ڈھانپے اور مشائخ کی طرح سبز چادر یا دوسری چادر اوڑھے اور تہبند باندھے یا شلوار پہنے"

④ قوله اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَ اَنْ يَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ وَيَتَطَيْلَسَ وَيَرْتَدِىَ وَيَتَّزِرَ اَوْيَتَسَرْوَلَ فَكُلُّ وَاحِدَةٍ سُنَّةٌ مُّسْتَقِلَّةٌ

(حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب: ج۴ ص۸۷)

"نماز میں اچھے کپڑے پہننا، قمیص پہننا، پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنا، سبز چادر اوڑھنا یا سادہ چادر اوڑھنا، تہبند باندھنا یا شلوار پہننا ان میں سے ہر ایک مستقل سنت ہے"

⑤ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّىَ الرَّجُلُ فِىْ اَحْسَنِ مَا يَجِدُهٗ مِنْ ثِيَابِهٖ يَتَعَمَّمُ وَيَتَقَمَّصُ وَيَرْتَدِىْ (الشرح الکبیر للرافعی: ج۴ ص۱۰۴)

"آدمی کو جو کپڑے میسر ہوں ان میں سے خوبصورت ترین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ پگڑی باندھے، قمیص پہنے اور چادر اوڑھے"

⑥ اَلَّذِیْ صَرَّحَ بِهِ الْاَصْحَابُ اَنَّهٗ یُسَنُّ لِلْمُصَلِّیْ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ ثَوْبَیْنِ لِقَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْیَلْبَسْ ثَوْبَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ اَنْ یَّتَزَیَّنَ لَهٗ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهٗ ثَوْبَانِ فَلْیَتَّزِرْ اِذَا صَلّٰی وَلَا یَشْتَمِلُ اِشْتِمَالَ الصَّمَّاءِ وَاَنْ یَّتَقَمَّصَ وَ یَتَعَمَّمَ

(الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ: ج۱ص۱۷۰)

"وہ چیز جس کی ہمارے شافعی علماء نے صراحت کی ہے یہ کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا مسنون ہے رسول اللہ ﷺ کے اِس فرمان کی وجہ سے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہنے کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے زینت اختیار کی جائے۔ پس اگر دو کپڑے نہ ہوں تو نماز کے وقت تہبند باندھ لے اور چادر اِسطرح نہ لپیٹے کہ جسم بندھا ہوا لگے اور یہ کہ قمیص پہنے اور پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپے"

⑦ وَالسُّنَّةُ فِیْ حَقِّ الرَّجُلِ اَنْ یَّسْتُرَ جَمِیْعَ بَدَنِهٖ عَلَی الْوَجْهِ الْمَشْرُوْعِ فِیْهِ فَهُوَ مَطْلُوْبٌ بِذٰلِكَ لِاَجَلِ الْاِمْتِثَالِ ثُمَّ الْعِمَامَةُ عَلٰی صِفَتِهَا فِی السُّنَّةِ وَالرِّدَاءُ فِی الصَّلٰوةِ مَطْلُوْبٌ شَرْعًا وَهُوَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ عَلٰی كَتِفَیْهِ دُوْنَ اَنْ یُّغَطِّیَ بِهٖ رَأْسَهٗ '(الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ: ج۱ص۲۶۹)

"اور مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ اپنے سارے بدن کو شرعی طریقہ کے مطابق ڈھانپے، آدمی سے یہی چیز مطلوب ہے۔ جذبہ طاعت کا تقاضہ یہی ہے۔ پھر جیسا کہ سنت طریقہ ہے اس کے مطابق سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپے اور شریعت میں یہ چیز بھی مطلوب ہے کہ وہ کندھوں تک چادر اوڑھے لیکن اس چادر کے ساتھ سر نہ ڈھانپے (بلکہ سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپے)

(حاشیہ الجمل: ج۴ص۵، حواشی الشروانی: ج۲ص۱۱۷، روضۃ الطالبین: ج۱ص۲۸۸، شرح الوجیز: ج۴ص۱۰۴، فتح المعین: ج۱ص۱۱۴، مغنی المحتاج: ج۲ص۲۶۴، نھایۃ المحتاج: ج۴ ص۴۴۹)

⑧ فَالْاَکْلُ فِیْ سُوْقٍ لِغَیْرِ سُوْقِیٍّ وَلِغَیْرِ مَنْ لَّمْ یَغْلِبْہُ جُوْعٌ وَالْمَشْیُ فِیْ السُّوْقِ مَکْشُوْفَ الرَّأْسِ اَوِالْبَدَنِ مِمَّنْ لَّایَلِیْقُ بِہٖ.....یُسْقِطُھَا اَیِ الْمُرُوْءَۃَ (السراج الوھاج: ج۱ص۶۰۴)

''غیر بازاری کا بازار میں کھانا، نیز جس پر بھوک کا غلبہ نہ ہو اُس کا بازار میں کھانا، اور بازار میں ایسے آدمی کا برہنہ سر یا برہنہ بدن چلنا جس کے یہ لائق نہیں مروۃ کو ساقط کر دیتا ہے۔

⑨ لَا تُقْبَلُ شَھَادَۃُ مَنْ لَّا مُرُوْءَۃَ لَہٗ کَالْقَوَّالِ وَالرَّقَّاصِ وَمَنْ یَّأْکُلُ فِیْ الْاَسْوَاقِ وَیَمْشِیْ مَکْشُوْفَ الرَّأْسِ فِیْ مَوْضِعٍ لَاعَادَۃَ لَہٗ فِیْ کَشْفِ الرَّأْسِ فِیْہِ لِاَنَّ الْمُرُوْءَۃَ ھِیَ الْاِنْسَانِیَّۃُ وَھِیَ مُشْتَقَّۃٌ مِنَ الْمَرْءِ وَمَنْ تَرَکَ الْاِنْسَانِیَّۃَ لَمْ یُؤْمَنْ اَنْ یَّشْھَدَ بِالزُّوْرِ وَلِاَنَّ مَنْ لَّا یَسْتَحْیِیْ مِنَ النَّاسِ فِیْ تَرْکِ الْمُرُوْءَۃِ لَمْ یُبَالِ بِمَا یَصْنَعُ

(المجموع شرح المھذب: ج۲۰ص۲۲۷)

''جس میں مروت اور انسانیت نہ ہو اُس کی شہادت مقبول نہیں جیسے قوال، رقاص، بازار میں کھانے پینے کے عادی لوگ اور ایسی جگہ برہنہ سر پھرنے والے لوگ جس جگہ برہنہ سر پھرنے کی عادت نہ ہو کیونکہ مروۃ انسانیت کو کہتے ہیں کہ مروۃ مرأ سے مشتق ہے جس کا معنی انسان ہے۔ پس مروۃ کا معنی انسانیت ہے اور جو آدمی انسانیت کو چھوڑ دے وہ جھوٹی گواہی دینے سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور اِس لئے بھی جو مروۃ کے چھوڑنے میں لوگوں سے حیا نہیں کرتا اس کو کوئی پرواہ نہیں وہ ہر کام کر سکتا ہے''

⑩ اَلْمُرُوْءَۃُ تَخَلُّقٌ بِخُلُقِ اَمْثَالِہٖ فِیْ زَمَانِہٖ وَمَکَانِہٖ فَالْاَکْلُ فِیْ سُوْقٍ وَالْمَشْیُ مَکْشُوْفَ الرَّأْسِ یُسْقِطُھَا (المنھاج للنووی: ج۱ص۳۹۷)

''مروۃ کا معنی ہے ہر زمانہ اور ہر جگہ کے اعتبار سے جو اعلیٰ صفات ہیں ان کے ساتھ متصف ہونا۔ پس بازار میں کھانا اور برہنہ سر چلنا مروۃ کو ساقط کر دیتا ہے''

(ف) پس نماز میں ایسے خسیس کام سے جو مروءۃ وانسانیت کے خلاف ہے اس سے بچنا چاہئے۔

⑪ اَلشَّرْطُ الْخَامِسُ الْمُرُوْءَةُ وَهِيَ تَوَقِّي الْاَدْنَاسِ فَتَرْكُهَا يُسْقِطُ الشَّهَادَةَ مِثْلُ الْمَشْيِ فِي السُّوْقِ مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ وَالْبَدَنِ اَوْاَحَدِهِمَا وَلَوْمَعَ سَتْرِ الْعَوْرَةِ مِمَّنْ لَايَلِيْقُ بِهٖ (اسنی المطالب شرح روض الطالب: ج۲۲ص۴۲۹، الاقناع فی حل الفاظ ابی الشجاع: ج۲ص۲۸۱، الاقناع للشربيني: ج۲ص۶۳۴، تحفۃ المحتاج فی شرح المنھاج: ج۴۴ص۱۱، حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب: ج۱۴ص ۷۶، حاشیۃ قلیوبی وعمیرۃ: ج۱۷ص۶۷، تحفۃ الحبیب: ج۵ص۳۸۳، روضۃ الطالبین: ج۱۱ص۲۲۲، نھایۃ المحتاج: ج۲۸ص۲۹۰)

"پانچویں شرط مروءۃ ہے اور مروءۃ سے مراد ہے گھٹیا اور خسیس کاموں سے بچنا۔ پس مروءۃ کے ترک سے شہادۃ ساقط ہوجاتی ہے۔ جیسے ایسے آدمی کا ستر ڈھانپ کر بازار میں برہنہ سر اور برہنہ بدن پھرنا یا صرف برہنہ سر یا صرف برہنہ بدن پھرنا۔ جس کے لیے یہ لائق نہیں۔

⑫ امام غزالی شافعی لکھتے ہیں۔

وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ عِمَامَةٍ وَرُبَمَالَمْ تَكُنِ الْعِمَامَةُ فَيَشُدُّ الْعِصَابَةَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَكَانَتْ لَهٗ عِمَامَةٌ تُسَمّٰى السَّحَابَ فَوَهَبَهَامِنْ عَلِيٍّ فَرُبَمَا طَلَعَ عَلِيٌّ فِيْهَا فَيَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ عَلِيٌّ فِي السَّحَابِ (احیاء علوم الدین: ج۲ص۳۷۵، بیان اخلاقہ وآدابہ فی اللباس، زاد المعاد لابن قیم: ج۱ص۱۳۵، فصل فی ملابسہ صلی اللہ علیہ وسلم)

"رسول اللہ ﷺ (کبھی) ٹوپیاں پہنتے پگڑیوں کے نیچے اور کبھی بغیر پگڑی کے صرف

ٹوپی پہنتے۔اور اگر کبھی پگڑی نہ ہوتی تو پگڑی نما کپڑا لیکر اپنے سر اور پیشانی پر لپیٹ لیتے۔ آپ ﷺ کی ایک پگڑی کا نام تھا اَلسَّحَابُ (بادل) وہ پگڑی آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ہبہ کردی۔ پھر حضرت علیؓ جب کبھی وہ پگڑی باندھ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے تو ازراہِ مزاح فرماتے اَتَاکُمْ عَلِیٌّ فِی السَّحَابِ علی بادل میں تمہارے پاس آگیا"

اِس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سر ڈھانپنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ پگڑی نہ ہونے کی صورت میں پگڑی نما لمبا کپڑا اپنے سر اور پیشانی پر لپیٹ لیتے اور بارگاہِ ایزدی میں تو اور بھی زیادہ سر ڈھانپنے کا اہتمام فرماتے ہونگے۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ حنبلی کی روشنی میں﴾

① صالح بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا کی ایک ٹوپی تھی جسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا، اس (ٹوپی) میں روئی تھی۔ جب آپ رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اِسے پہن لیتے تھے (مناقب احمد: ص ۲۸۷، سندہ صحیح بحوالہ رسالہ الحدیث: ج ۳ ص ۱۷ اشارہ نمبر ۷)

② وَيُسْتَحَبُّ لَهُ اَيْضًا تَخْمِيْرُ الرَّأْسِ بِالْعِمَامَةِ وَنَحْوِهَا لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي كَذَالِكَ وَهُوَ مِنْ تَمَامِ الزِّيْنَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَحَقُّ مَنْ تُزُيِّنَ لَهُ فَلِرِوَايَةِ عَنْ رُكَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ ورواه ابو داؤد والترمذی وقال غریب ولیس اسناده بالقائم وَعَنِ ابْنِ الْمَلِيْحِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا رواه هشام بن عمار و هو مرسل ..... وَالْاِسْتِحْبَابُ كَذَالِكَ فِيْ حَقِّ الْاِمَامِ اَوْكَدُ نَصَّ عَلَيْهِ لِاَنَّ صَلٰوةَ الْمَامُوْمِيْنَ مُرْتَبِطَةٌ بِصَلٰوتِهٖ وَهُوَ اَحَدُ الْمُصَلِّيْنَ وَ مُتَقَدِّمُهُمْ وَ هُمْ

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِهٖ وَلِهٰذَا كَانَ اِسْتِحْبَابُ التَّزَيُّنِ فِي الْجَمَاعَاتِ الْعَامَّةِ مِثْلَ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ اَوْكَدُ

(شرح العمدۃ لابن تیمیہ: ج۱ص۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵)

"نماز میں پگڑی وغیرہ کے ساتھ سر کو ڈھانپنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔ اور نماز میں سر کو ڈھانپنا بھی زینت میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے۔ اور حضرت رکانہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں پر باندھتے ہیں اور ابو الملیح سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پگڑی باندھو علم زیادہ ہوگا..... اور مستحب چیز پر عمل کرنا امام کیلئے زیادہ اہم ہے کیونکہ ① مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے ساتھ مربوط ہے ② اور امام خود بھی نمازیوں میں سے ایک ہے ③ نیز امام ان کے آگے ہوتا ہے اور وہ اس کی اقتداء کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ اور عیدین کے عام اجتماعات میں سر ڈھانپنا اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے"

۳ وَيُسَنُّ لِرَجُلٍ وَالْاِمَامُ اَبْلَغُ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْ ثَوْبَيْنِ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهٖ وَلَا يُكْرَهُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يَسْتُرُ مَا يَجِبُ سَتْرُهٗ (الاقناع: ج۱ص۸۸)

"آدمی کیلئے سنت یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور سر بھی ڈھانپے اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے۔ البتہ ایک بڑے کپڑے میں نماز مکروہ نہیں بشرطیکہ جس حصہ کو چھپانا فرض ہے اُس کو چھپائے"

۴ قوله وَيُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْ ثَوْبَيْنِ بِلَا نِزَاعٍ بَلْ ذَكَرَهٗ بَعْضُهُمْ اِجْمَاعًا لٰكِنْ قَالَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَصْحَابِ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهٖ وَالْاِمَامُ اَبْلَغُ (الانصاف: ج۱ص۳۲۰)

"آدمی کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔ اس میں کسی کا

اختلاف نہیں بلکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اِس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سترِ رأس کے علاوہ دو کپڑے مستحب ہیں اور امام کیلئے یہ حکم زیادہ تاکیدی ہے"

﴿ قوله وَتُسْتَحَبُّ صَلَاتُهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ اَیْ يَنْبَغِیْ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يُّصَلِّیَ فِیْ ثَوْبَيْنِ لِاَنَّهُمَا اَسْتَرُ وَمِنَ الثَّوْبَيْنِ الْاِزَارُ وَالرِّدَاءُ وَالثَّوْبُ الْوَاحِدُ مُجْزِءٌ سَوَاءٌ كَانَ سَابِغًا يَلْتَحِفُ بِهٖ جَمِيْعَ بَدَنِهٖ اَمْ كَانَ اِزَارًا لٰكِنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يُّصَلِّیَ فِیْ ثَوْبَيْنِ لِاَنَّهٗ اَبْلَغُ فِی السَّتْرِ وَاَحْوَطُ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْمُؤَلِّفِ اَنَّ سَتْرَ الرَّأْسِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَلٰكِنْ اِذَا طَبَّقْنَا هٰذِهِ الْمَسْأَلَةَ عَلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی يَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تَبَيَّنَ لَنَا اَنَّ سَتْرَ الرَّأْسِ اَفْضَلُ فِیْ قَوْمٍ يُعْتَبَرُ سَتْرُ الرَّأْسِ عِنْدَهُمْ مِنْ اَخْذِ الزِّيْنَةِ اَمَّا اِذَا كُنَّا فِیْ قَوْمٍ لَا يُعْتَبَرُ ذٰلِكَ مِنْ اَخْذِ الزِّيْنَةِ فَاِنَّا لَا نَقُوْلُ اَنَّ سَتْرَهٗ اَفْضَلُ وَلَا اَنَّ كَشْفَهٗ اَفْضَلُ وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّیْ فِی الْعِمَامَةِ وَ الْعِمَامَةُ سَاتِرَةٌ لِلرَّأْسِ

(التھذیب المقنع فی اختصار الشرح الممتع: ج۱ص۱۷۴)

"انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے کیونکہ دو کپڑے بدن کو زیادہ چھپانے والے ہیں اور تہبند اور اوڑھنے کی چادر یہ بھی دو کپڑے ہیں۔ اور ایک کپڑا ہو تو وہ بھی کفایت کر جاتا ہے خواہ وہ کپڑا اتنا بڑا ہو جو پورے بدن کو ڈھانپ لے اور خواہ وہ تہبند ہو۔ لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے کیونکہ اِس میں زیادہ ستر پوشی ہے اور اِس میں زیادہ احتیاط ہے۔ ماتن کے کلام سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک سر کو ڈھانپنا سنت نہیں لیکن جب ہم اِس مسئلہ کو اللہ تعالٰی کے فرمان یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اے اولادِ

آدم اپنا خوبصورت لباس پہنو ہر نماز کے وقت) کی روشنی میں لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس قوم میں سر کا ڈھانپنا زینت شمار کیا جاتا ہو اُس میں سر ڈھانپنا افضل ہے اور جو قوم سر ڈھانپنے کو زینت میں شامل نہیں کرتی تو وہاں ہم نہ یہ کہتے ہیں کہ سر ڈھانپنا افضل ہے اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ سر کھلا رکھنا افضل ہے۔ ہاں آپ لوگوں کو نبی پاک ﷺ کا اُسوہ بتا دیتے ہیں۔

اُسوۂ رسول ﷺ یہ ہے کہ آپ ﷺ پگڑی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور پگڑی سر کو ڈھانپنے کیلئے ہے (اس لئے اتباع رسول کا تقاضا ہے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا)"

⑥ قوله وَتُسْتَحَبُّ صَلَاتُهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ" ظَاهِرُ كَلَامِ الْمُؤَلِّفِ اَنَّ سَتْرَ الرَّأْسِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ لِاَنَّهُ قَالَ صَلَاتُهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ إِزَارٍ وَرِدَاءٍ، قَمِيْصٍ وَرِدَاءٍ وَمَا اَشْبَهَ ذَالِكَ فَظَاهِرُهُ اَنَّهُ لَا يُشْرَعُ سَتْرُ الرَّأْسِ وَ قَدْ سَبَقَ فِيْ اَثَرِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ لِمَوْلَاهُ نَافِعٍ اَتَخْرُجُ إِلَى النَّاسِ حَاسِرَ الرَّأْسِ قَالَ لَا قَالَ فَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ وَ هُوَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاَفْضَلَ سَتْرُ الرَّأْسِ وَلٰكِنْ اِذَا طَبَّقْنَا هٰذِهِ الْمَسْأَلَةَ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تَبَيَّنَ لَنَا اَنَّ سَتْرَ الرَّأْسِ اَفْضَلُ فِيْ قَوْمٍ يُعْتَبَرُ سَتْرُ الرَّأْسِ عِنْدَهُمْ مِنْ اَخْذِ الزِّيْنَةِ اَمَّا اِذَا كُنَّا فِيْ قَوْمٍ لَا يُعْتَبَرُ ذَالِكَ مِنْ اَخْذِ الزِّيْنَةِ فَاِنَّا لَا نَقُوْلُ اِنَّ سَتْرَهُ اَفْضَلُ وَلَا اَنَّ كَشْفَهُ اَفْضَلُ وَ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْعِمَامَةِ وَالْعِمَامَةُ سَاتِرَةٌ لِلرَّأْسِ (الشرح الممتع علی زاد المستقنع: ج۲ص۱۶۶)

"ماتن کا قول کہ دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے مؤلف کے اِس کلام کے ظاہر سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ نماز میں سر کو ڈھانپنا مؤلف کے نزدیک سنت نہیں کیونکہ اُس نے کہا کہ دو کپڑوں میں نماز یہ ہے کہ تہبند اور اوڑھنے کی چادر ہو یا قمیص اور اوڑھنے کی چادر ہو یا اِسی

طرح کے دو کپڑے ہوں۔ اِس سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سر ڈھانپنا مسنون نہیں حالانکہ یہ اثر گذر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام نافع کو کہا کیا تو برہنہ سر لوگوں کی طرف نکلے گا؟ اُس نے کہا نہیں! حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ عزوجل زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے حیاء کیا جائے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ نماز میں سر ڈھانپنا افضل ہے اور ہم جب اِس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ کی روشنی میں غور کرتے ہیں تو مسئلہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے عرف میں سر ڈھانپنا زینت شمار ہوتا ہے وہاں سر ڈھانپنا افضل ہے اور جس قوم میں سر ڈھانپنا زینت میں داخل نہیں تو وہاں ہم سترِ رأس یا کشف رأس میں سے کسی کو افضل نہیں بتاتے۔ البتہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے اور پگڑی ہے ہی سر ڈھانپنے کیلئے"

⑦ وَتُسَنُّ صَلٰوتُهٗ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَذَكَرَهٗ بَعْضُهُمْ قَالَ جَمَاعَةٌ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهٖ وَالْإِمَامُ اٰبْلَغُ (الفروع: ج۱ص۳۸۲)

"(کم از کم) دو کپڑوں میں نماز مسنون ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سر ڈھانپنے کے علاوہ دو کپڑے سنت ہیں اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے"

⑧ وَيُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ حُرًّا كَانَ اَوْعَبْدًا اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ ثَوْبَيْنِ ذَكَرَهٗ بَعْضُهُمْ اِجْمَاعًا قَالَ اِبْنُ تَمِيْمٍ وَغَيْرُهٗ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهٖ بِعِمَامَةٍ لِمَا رَوٰى اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ متفق علیه زاد البخاری ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَوْسِعُوْا

(المبدع شرح المقنع: ج۱ص۳۱۲)

"آدمی خواہ آزاد ہو یا غلام اُس کیلئے دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔ بعض علماء نے اِس پر اجماع کا قول نقل کیا ہے۔ ابن تمیم وغیرہ نے کہا ہے پگڑی کے ساتھ سر کو چھپانے کے

علاوہ دو کپڑے ہوں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے بھی مسئلہ پوچھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا جب اللہ تعالیٰ تم پر وسعت کر دے تو تم بھی نماز کے کپڑے میں وسعت کرو' اِس سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑوں میں وسعت ہو تو سر بھی ڈھانپا جائے۔

⑨ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ الْفَضِيْلَةِ وَ هُوَاَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ ثَوْبَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ فَاِنَّهٗ اِذَاً اَبْلَغُ فِيْ السَّتْرِلِمَا رُوِىَ عَنْ عُمَرَؓ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اَوْسَعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوْا..... رَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ قَالَ عُمَرُاِذَا كَانَ لِاَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهٖ قَالَ التَّمِيْمِيُّ اَلثَّوْبُ الْوَاحِدُ يُجْزِئُ وَالثَّوْبَانِ اَحْسَنُ وَ الْاَرْبَعُ اَكْمَلُ قَمِيْصٌ وَسَرَاوِيْلُ وَعِمَامَةٌ وَاِزَارٌ (المغنی: ج۳ص۱۸)

"یہ فصل فضیلت کے بیان میں ہے۔ فضیلت یہ ہے کہ نماز دو یا دو سے زائد کپڑوں میں پڑھی جائے، اِس میں ستر بدن زیادہ ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر وسعت کرے تو تم بھی نماز کے کپڑوں میں وسعت کرو..... ابوداؤد میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو وہ ان دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور اگر ایک کپڑا ہو تو اِس کو تہبند بنا کر نماز پڑھے۔ تمیمی نے کہا ہے ایک کپڑا کفایت کر جاتا ہے لیکن دو کپڑے افضل ہیں اور چار کپڑے ہوں تو نماز زیادہ کامل ہوگی یعنی قمیص، شلوار، پگڑی اور چادر"

⑩ قَالَ اِبْنُ عَقِيْلٍ فِيْ الْفُنُوْنِ مِثْلُ الْاَكْلِ عَلَى الطَّرِيْقِ وَمَدِّ الرِّجْلَيْنِ بَيْنَ الْجُلَسَاءِ وَ كَشْفِ الرَّأْسِ بَيْنَ الْمَلَا (حاشیۃ البحر رائق الفقہ: ج۲ص۲۶۸)

''جن گھٹیا حرکات کی وجہ سے مروت اور انسانیت ساقط ہو جاتی ہے، ابن عقیل نے الفنون میں اسکی مثال میں یہ امور ذکر کیے ہیں۔ راستہ میں کھانا، مجلس میں پاؤں دراز کرنا اوراشراف لوگوں کے درمیان برہنہ سر ہونا''

⑪ كَشْفُ الرَّأْسِ مُبَاحٌ لٰكِنَّ اِتْيَانَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْوَجْهِ الْمَعْرُوْفِ مُسْقِطٌ لِلْمُرُوْءَةِ وَمُوْجِبٌ لِرَدِّ شَهَادَةِ الْإِنْسَانِ

(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ۱۷/ص۳۹۲)

''سر کھلا کرنا جائز ہے لیکن عرف والے طریقہ سے ہٹ کر سر کو برہنہ کرنے سے مروت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ ردِ شہادت کا موجب ہے''

⑫ اِنَّ الْمُحَافَظَةَ عَلٰى تَغْطِيَةِ الرَّأْسِ بِالصُّوْرَةِ الْمُبَايِنَةِ لِقُبَّعَاتِ مَنْ خَالَفَهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى وَمَنْ سَارَ عَلٰى دَرْبِهِمْ لِتُعَدَّ مِنْ تَعْظِيْمِ الشَّعَائِرِ الدِّيْنِيِّ الْمُمَيِّزِ لِلْمُسْلِمِ عَلٰى غَيْرِهٖ وَ هُوَ مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ قَالَ تَعَالٰى وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

(فتاویٰ الشیخ محمد علی فرکوس حنبلی: ج۱ص۱۶۳)

''سر ڈھانپنے پر پختگی اختیار کرنا اور ایسی صورت کے ساتھ جو مسلمانوں کے مخالفین یعنی یہود و نصاریٰ اور جو ان کی روش پر چلنے والے ہیں اُن کی ٹوپیوں سے جدا ہو تو ایسی پختگی کو شعائر دین کی تعظیم شمار کیا جاتا ہے اور شعائر دین کی تعظیم ہی مسلم کو غیر مسلم سے جدا کرتی ہے ۔اور یہی تعظیم قلوب کا تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلیل ہے تقویٰ قلوب پر''

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ مالکی کی روشنی میں﴾

① وَالسُّنَّةُ فِيْ حَقِّ الرَّجُلِ اَنْ يَّسْتُرَ جَمِيْعَ جَسَدِهٖ عَلَى الْوَجْهِ

اَلْمَشْرُوْعِ فِیْهِ فَهُوَ مَطْلُوْبٌ بِذٰلِكَ لِاَجْلِ الْاِمْتِثَالِ ثُمَّ الْعِمَامَةُ عَلٰی صِفَتِهَا فِی السُّنَّةِ كَمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ وَالرِّدَاءُ فِی الصَّلٰوةِ مَطْلُوْبٌ شَرْعًا وَكَذٰلِكَ هُوَ مَطْلُوْبٌ فِیْ الشَّرْعِ بِالْخُرُوْجِ اِلَی الْجُمَعِ وَ الْاَعْیَادِ بِثِیَابٍ غَیْرِ ثِیَابِ مَهْنَتِهٖ فَاَیْنَ الْمُبَاحُ الْمُطْلَقُ وَهٰذَا الَّذِیْ ذَكَرَهٗ كُلُّهٗ مَطْلُوْبٌ فِیْ الشَّرْعِ الشَّرِیْفِ (المدخل: ج ۱ ص ۱۴۲، فصل فی اللباس)

''اور مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ شرعی طریقہ کے مطابق (یعنی جس میں فضول خرچی نہ ہو، نمائش نہ ہو، عورتوں اور دین دشمن لوگوں کا شعار نہ ہو اور ستر بدن کے مقصد کو پورا کرے) اپنے پورے جسم کو ڈھانپے۔ احکام الٰہی کی طاعت کی خاطر اُس آدمی سے ستر بدن میں شرعی طریقہ ہی مطلوب ہے۔ پھر پگڑی کی سنت میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق باندھ کر سر ڈھانپا جائے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ اور نماز میں چادر اوڑھنا یہ بھی شرعاً مطلوب ہے۔ اسی طرح شریعت میں آدمی سے یہ چیز بھی مطلوب ہے کہ جمعہ اور عیدوں کی طرف ایسے کپڑوں کے ساتھ نکلے جو کام کاج والے کپڑوں کے علاوہ ہوں۔ کہاں یہ شرعی طریقہ اور کہاں آزادانہ لباس! یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے شریعت شریف میں سب کچھ مطلوب ہے''

۲ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ وَ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلٰی اَحَدِكُمْ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِجُمُعَةٍ سِوٰی ثَوْبَیْ مَهْنَتِهٖ..... فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ النَّدْبُ لِكُلِّ مَنْ وَّجَدَ سَعَةً اَنْ یَّتَّخِذَ الثِّیَابَ الْحِسَانَ لِلْاَعْیَادِ وَالْجُمُعَاتِ وَیَتَجَمَّلُ بِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ وَیَعْتَمُّ وَیَتَطَیَّبُ وَیَلْبَسُ اَحْسَنَ مَا یَجِدُ فِی الْجُمُعَةِ وَالْعِیْدِ وَفِیْهِ الْاُسْوَةُ الْحَسَنَةُ

(الاستذکار: ج ۲ ص ۴۸)

''یحیٰی بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی پر کچھ بھی اس بات میں حرج نہیں کہ وہ جمعہ کیلئے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے بنالے۔ اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ صاحبِ استطاعت کیلئے جمعہ وعید کیلئے خوبصورت کپڑے بنانا اور ان خوبصورت کپڑوں کے ساتھ مزین ہونا مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے آپ ﷺ پگڑی باندھتے، خوشبو لگاتے اور جمعہ وعید میں جو خوبصورت ترین کپڑا میسر ہوتا وہ پہنتے۔ پس اِس میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے''

⑭ قَالَ صَاحِبُ الْجُلَّابِ اَلْاِخْتِيَارُ لِمَنْ صَلّٰى فِيْ جَمَاعَةٍ اَنْ يَّلْبَسَ اَكْمَلَ اللِّبَاسِ وَالْاِمَامُ اَوْلٰى بِذٰلِكَ وَيَرْتَدِىْ وَلَايُعْرٰى مَنْكِبَيْهِ وَلَابَأْسَ بِالْمِئْزَرِ وَالْعِمَامَةِ وَيُكْرَهُ السِّرْوَالُ وَالْعِمَامَةُ فَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ سَيْفٌ اَوْقَوْسٌ جَعَلَ عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ اللِّبَاسِ وَالْاَصْلُ فِىْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَالْعَبْدُ يُنَاجِىْ رَبَّهٗ فَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّتَجَمَّلَ لَهٗ وَلَمَّا كَانَ الْاِمَامُ يَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلَ الْقَوْمِ دِيْنًا فَيَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلَهُمْ زِيًّا (الذخیرۃ: ج۲ص۱۱۳)

''صاحب الجلاب نے کہا ہے کہ نماز باجماعت پڑھنے والے آدمی کیلئے پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ کامل ترین لباس پہنے چادر اوڑھے اور کندھوں کو کھلا نہ رکھے اور (بوقت مجبوری) تہبند اور پگڑی پر اکتفاء کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن شلوار اور پگڑی پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر اُس نے تلوار یا کمان اپنے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے تو اس کو کپڑے کے نیچے کرے۔ اس میں اصل بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہن لو اور چونکہ بندہ نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے تو اس کے لئے مزین ہونا مستحب ہے۔ اور جب امام قوم سے دین کے اعتبار سے افضل ہوتا ہے تو مناسب

یہ ہے کہ وضع قطع اور لباس میں بھی افضل ہو"

④ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَجَمَّلَ بِاَحْسَنِ الثِّيَابِ فِيْ الصَّلٰوةِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْاِمَامِ اَكْمَلُ ذٰلِكَ وَاَفْضَلُهٗ وَاَحْسَنُهٗ زِيْنَةً كَالرِّدَاءِ وَشِبْهِهٖ (الکافی: ج۱ص۲۳۹، مواھب الجلیل: ج۲ص۱۹۱)

"اور مناسب یہ ہے کہ نماز میں خوبصورت ترین کپڑوں کے ساتھ مزین ہو اور امام کیلئے مستحب ہے کہ اس جمال وزینت اختیار کرنے میں اکمل، افضل اور احسن ہو جیسے چادر وغیرہ اوڑھنا"

﴿نماز میں سر ڈھانپنا علماء عرب کے فتاویٰ کی روشنی میں﴾

① وَالَّذِيْ اَرَاهُ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اَنَّ الصَّلٰوةَ حَاسِرَ الرَّأْسِ مَكْرُوْهَةٌ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ مِنَ الْمُسَلَّمِ بِهٖ اِسْتِحْبَابُ دُخُوْلِ الْمُسْلِمِ فِيْ الصَّلٰوةِ فِيْ اَكْمَلِ هَيْئَةٍ اِسْلَامِيَّةٍ لِلْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ فِيْ الْكِتَابِ (ج۱ص۱۲۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ اَنْ يُّتَزَيَّنَ لَهٗ) وَلَيْسَ مِنَ الْهَيْئَةِ الْحَسَنَةِ فِيْ عُرْفِ السَّلَفِ اِعْتِيَادُ حَسْرِ الرَّأْسِ وَالسَّيْرِ كَذٰلِكَ فِيْ الطُّرُقَاتِ وَالدُّخُوْلِ كَذٰلِكَ فِيْ اَمَاكِنِ الْعِبَادَاتِ بَلْ هٰذِهٖ عَادَةٌ اَجْنَبِيَّةٌ تَسَرَّبَتْ اِلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْبِلَادِ الْاِسْلَامِيَّةِ حِيْنَ مَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ وَجَلَبُوْا اِلَيْهَا عَادَاتِهِمُ الْفَاسِدَةِ فَقَلَّدَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْهَا فَاَضَاعُوْا بِهَا وَبِاَمْثَالِهَا مِنَ التَّقَالِيْدِ شَخْصِيَّتَهُمُ الْاِسْلَامِيَّةَ فَهٰذَا الْعُرْفُ الطَّارِيْ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَّكُوْنَ مُسَوِّغًا لِمُخَالَفَةِ الْعُرْفِ الْاِسْلَامِيِّ السَّابِقِ وَلَا اِتِّخَاذِهٖ حُجَّةً لِجَوَازِ الدُّخُوْلِ فِيْ الصَّلٰوةِ حَاسِرَ الرَّأْسِ ...الخ

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی: ج۱ص۱۶۴،۱۶۵)

شیخ ناصر البانی لکھتے ہیں "اس مسئلہ میں میری تحقیق یہ ہے کہ برہنہ سر نماز مکروہ ہے کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ مسلمان کیلئے کامل ترین ھیئۂ اسلامیہ کے ساتھ نماز میں داخل ہونا

مستحب ہے۔ اِس پر دلیل وہ حدیث ہے جو کتاب میں (ج ۱ ص ۱۲۸ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے) سلف کے عرف میں ننگے سر والی عادت کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح راستوں میں ننگے سر چلنے اور عبادت گاہوں میں ننگے سر داخل ہونے کو بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یہ باہر سے بناوٹی مروت کے پردہ میں درآمد شدہ ایک عادۃ اجنبیہ ہے جو اُس وقت اسلامی ملکوں میں گھس آئی جس وقت کفار اِن ملکوں میں داخل ہو گئے اور اپنی بری عادت کو وہاں رواج دیا اور مسلمانوں نے بھی اِن بری عادات میں اُن کی تقلید کی۔ نتیجہ یہ کہ مسلمانوں نے کفار کی بری عادات میں اُن کی تقلید کرنے کی وجہ سے اپنا اسلامی تشخص ضائع کر دیا۔ پس یہ باہر سے آکر مسلط ہونے والا عرف، سابقہ اسلامی عرف کی مخالفت کیلئے وجہ جواز نہیں بن سکتا اور نہ ہی کافروں سے اس درآمد شدہ عرف کو ننگے سر نماز کے جواز کی دلیل بنایا جا سکتا ہے"

④ يَجُوْزُ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يُّصَلِّيَ وَهُوَ مَكْشُوْفُ الرَّأْسِ وَلٰكِنَّ تَغْطِيَةَ الرَّأْسِ مِنْ تَجْمِيْلِ الْهَيْئَةِ الْمُسْتَحَبَّةِ فِي الصَّلٰوةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ فَالتَّجْمِيْلُ لِلصَّلٰوةِ اَمْرٌ مَطْلُوْبٌ وَهُوَ تَزَيُّنٌ بِالثِّيَابِ وَ اَقَلُّ حَدٍّ فِيْ ذٰلِكَ هُوَ سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَ هٰذَا لَابُدَّ مِنْهُ وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ مُسْتَحَبٌّ وَمُكَمِّلٌ لِلْهَيْئَةِ وَمِنْ ذٰلِكَ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ (المنتقیٰ من فتاویٰ الفوزان: ج ۳۹ ص ۴۳)

"نمازی اگر برہنہ سر نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن نماز میں جو ہیئت مستحبہ ہے، سر ڈھانپنا اِس ہیئت مستحبہ کو مزید خوبصورت بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی یہی ہے۔ اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہنو۔ پس نماز کیلئے خوبصورتی امر مطلوب ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ خوبصورت کپڑوں کے ساتھ مزین ہونا اور اِس کی کم از کم حد اپنے ستر کو چھپانا اور یہ تو ضروری ہے اور جو اِس پر زائد ہے وہ مستحب ہے اور اِس ہیئت مستحبہ میں اِس سے کمال پیدا ہوتا ہے اور سر کے ڈھانپنے سے بھی اِس میں کمال پیدا ہوتا ہے"

③ اَلرَّأْسُ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ لَا فِي الصَّلٰوةِ وَلَا فِي غَيْرِهَا سَوَاءٌ كَانُوْا بَالِغِيْنَ أَوْ غَيْرَ بَالِغِيْنَ لٰكِنَّ سَتْرَهُ لِمَا يُنَاسِبُهُ مِمَّا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ وَلَا مُخَالَفَةَ فِيْهِ لِلشَّرْعِ يُعْتَبَرُ مِنْ بَابِ الزِّيْنَةِ فَيُسْتَحْسَنُ سَتْرُهُ فِي الصَّلٰوةِ عَمَلًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ يَتَأَكَّدُ ذٰلِكَ بِالنِّسْبَةِ لِلْإِمَامِ

(فتاویٰ اسلامیہ للشیخ ابن باز والشیخ ابن عثیمین والشیخ ابن جبرین: ج۱ص۶۱۵)

''بالغ اور نابالغ کیلئے نماز اور غیر نماز میں سر ستر کا حصہ نہیں لیکن سر کو ڈھانپنے کی عادت سلف سے چلی آرہی ہے اور اس میں شریعت کی کوئی مخالفت بھی نہیں۔ اس لئے اس کو باب زینت سے شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا نماز میں سر کو ڈھانپنا مستحسن و مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اِس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے: اے اولادِ آدم اپنے لباس زینت کو اختیار کرو ہر نماز کے وقت اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے''

④ نَعَمْ يَجُوْزُ أَنْ يُّصَلِّيَ مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ إِلَّا أَنَّ الْأَحْسَنَ أَنْ يُّغَطِّيَهٗ لِأَنَّهٗ أَكْمَلُ فِي الْمُرُوْءَةِ (فتاویٰ الاسلام سؤال وجواب باشراف الشیخ محمد صالح المنجد۔ مفتی الشیخ عبداللہ بن حمید: ج۱ص۴۲۵۴)

''جی ہاں برہنہ سر نماز ہو جاتی ہے لیکن سر کو ڈھانپنا مستحب ہے کیونکہ اِس سے انسانیت میں کمال آتا ہے''

⑤ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي اِسْتِحْبَابِ سَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ لِلرَّجُلِ بِعِمَامَةٍ وَمَا فِيْ مَعْنَاهَا لِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذٰلِكَ يُصَلِّيْ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: ج۲۲ص۵)

''اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ آدمی کیلئے نماز میں سر ڈھانپنا مستحب

ہے۔ عام ہے کہ آدمی سر کو ڈھانپے پگڑی کے ساتھ یا ایسے کپڑے کے ساتھ جو پگڑی کی طرح سر کو ڈھانپ لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے"

⑥ لَوْصَلَّى الْإِنْسَانُ مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ فَإِنَّ صَلَاتَهُ صَحِيْحَةٌ لٰكِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُّغَطِّيَهُ إِذْكَانَ فِيْ أُنَاسٍ يُغَطُّوْنَ رُؤُسَهُمْ وَعَادَتُهُمْ أَنْ غَطُّوْا رُؤُسَهُمْ فِيْ لِبَاسِهِمْ لِعُمُوْمِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ فَإِذَا كَانَ مِنْ قَوْمٍ لَا يَلْبَسُوْنَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ مِثْلَ الْغُتْرَةِ أَوِ الشِّمَاغِ أَوِ الشَّالِ فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يَّلْبَسَهَا حَالَ صَلَاتِهٖ لِأَنَّهَا مِنَ الزِّيْنَةِ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِأَخْذِهَا (مجموعہ فتاوی ورسائل ابن عثیمین: ج ۱۲ص ۲۴۱)

"اگر کوئی شخص برہنہ سر نماز پڑھے تو اُس کی نماز ہو جائے گی لیکن جب وہ ایسے لوگوں میں ہو جو اپنے سر ڈھانپتے ہوں اور اُن کی عادت یہ ہو کہ وہ سر ڈھانپنے کا اپنے لباس میں لحاظ کرتے ہوں تو ایسے صورت میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے عموم کی وجہ سے اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہنو۔ اور جب آدمی ایسی قوم میں ہو جو سفید رومال یا پھولدار رومال یا شال جیسی چیزیں نہ پہنتے ہوں تو نماز کی حالت میں اِس آدمی کیلئے سر ڈھانپنا افضل ہے کیونکہ سر کو ڈھانپنا اُس زینت میں شامل ہے جس کے اختیار کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو حکم دیا ہے۔

نماز میں سر ڈھانپنا رواج کے تابع نہیں کیونکہ نماز میں زینت اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پس مسلمان کو رواج کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع داری کرنی چاہیے۔

⑦ صَلٰوةُ الرَّجُلِ وَهُوَ حَاسِرٌ رَأْسَهُ أَيْ كَاشِفٌ رَأْسَهُ لَا بَأْسَ بِهَا لِأَنَّ سَتْرَ الرَّأْسِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ لٰكِنَّ إِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ فِيْ بَلَدٍ مِّنْ عَادَتِهِمْ أَنْ يَّسْتُرُوْا رُؤُسَهُمْ وَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ كَمَالِ الزِّيْنَةِ فَإِنَّ الْأَفْضَلَ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَّسْتُرَ رَأْسَهُ بِاللِّبَاسِ الَّذِيْ يَعْتَادُهُ النَّاسُ لِعُمُوْمِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى

يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ فَنَحْنُ هُنَا فِيْ بِلَادِنَا فِيْ الْمَمْلَكَةِ الْعَرَبِيَّةِ السَّعُوْدِيَّةِ تَعْتَادُ سَتْرَ الرَّأْسِ بِالطَّاقِيَّةِ وَالْغُتْرَةِ وَ عَلَيْهِ فَيَكُوْنُ سَتْرُ رُؤُسِنَا بِذٰلِكَ اَفْضَلَ مِنْ كَشْفِهَا لِاَنَّ هٰذَا مِنْ تَمَامِ الزِّيْنَةِ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَخْذِهَا فِيْ قَوْلِهٖ يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (فتاویٰ نور علی الدرب لابن عثیمین: ج ۱۲۸ ص ۹)

”برہنہ سر نماز پڑھنے سے نماز کی صحت میں فرق نہیں آتا کیونکہ سر کا چھپانا واجب نہیں۔لیکن جب انسان ایسے شہر میں ہو جہاں لوگوں کی سر ڈھانپنے کی عادت ہو اور وہ سر ڈھانپنے کو کامل زینت خیال کرتے ہوں تو وہاں پر سر ڈھانپنے کیلئے جو معتاد لباس ہو اس کے ساتھ سر ڈھانپنا افضل ہے۔اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کی وجہ سے: اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت اختیار کرو۔پس مملکت عربیہ سعودیہ کے اندر ہمارے شہروں میں ٹوپی یا رومال اور رسی (عقال) کے ساتھ سر ڈھانپنے کی عادت ہے۔اس لئے مملکت سعودیہ میں برہنہ سر کے مقابلہ میں سر کو ڈھانپنا افضل ہے کیونکہ سر ڈھانپنا اِس زینت کا درجہ کمال ہے جس کو اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے فرمان الٰہی ہے اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس اختیار کرو...“

⑧ وَسَتْرُ الرَّأْسِ بِمَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ وَلَا مُخَالَفَةَ فِيْهِ لِلشَّرْعِ مِنْ بَابِ الزِّيْنَةِ فَيَحْسُنُ سَتْرُهٗ عَمَلًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَيَتَاَكَّدُ ذٰلِكَ فِيْ حَقِّ اَهْلِ الْفَضْلِ كَالْعُلَمَاءِ وَالْاَئِمَّةِ وَنَحْوِهِمْ وَ قَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَارَيْبَ وَهُوَ كَاشِفُ الرَّأْسِ حَالَ اِحْرَامِهٖ وَاَمَّا فِيْ غَيْرِ الْاِحْرَامِ فَلَا نَعْلَمُ خَبَرًا يُفِيْدُ ذٰلِكَ (فتاویٰ الشبکۃ الاسلامیہ باشراف عبداللہ الفقیہ: ج ۲ ص ۱۲۰۳)

”جاری عادت کے مطابق سر ڈھانپنا خصوصاً جبکہ اِس میں کوئی خلاف شرع بات نہیں

باب زینت سے ہے۔اس لئے سر ڈھانپنا مستحب ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرنے کی وجہ سے تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت اختیار کرو اور اہل فضیلت حضرات جیسے علماء وائمہ وغیرہ کیلئے یہ حکم زیادہ مؤکد ہے اور نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں بوجہ احرام برہنہ سر نماز پڑھی ہے۔لیکن غیر احرام میں بھی آپ ﷺ نے کبھی برہنہ سر نماز پڑھی ہو ایسی حدیث وخبر ہمارے علم میں نہیں"

⑨ اَلصَّلٰوۃُ بِغَیْرِ عِمَامَۃٍ لَا حَرَجَ فِیْھَا لِاَنَّ الرَّأْسَ لَیْسَ بِعَوْرَۃٍ وَلَا یَجِبُ سَتْرُہٗ فِی الصَّلٰوۃِ سَوَاءٌ کَانَ الْمُصَلِّیْ اِمَامًا اَوْ مُنْفَرِدًا اَوْ مَامُوْمًا وَلٰکِنْ اِذَا لَبِسَ الْعِمَامَۃَ الْمُعْتَادَۃَ کَانَ اَفْضَلَ لَاسِیَّمَا اِذَا صَلّٰی مَعَ النَّاسِ لِقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَھِیَ مِنَ الزِّیْنَۃِ (مجموعہ فتاویٰ ابن باز: ج۱۰ص۴۰۶)

''پگڑی کے بغیر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ سر ستر کا حصہ نہیں اور نہ ہی نماز میں سر کا چھپانا فرض ہے خواہ نمازی امام ہو یا منفرد ہو یا مقتدی ہو۔تاہم معتاد پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنا افضل ہے،خصوصاً جب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے۔اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وجہ سے:اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو اور عمامہ بھی از قسم زینت ہے"

⑩ اَمَّا بِالنِّسْبَۃِ لِسَتْرِ الرَّأْسِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَزَیَّنَ لَہٗ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ اَللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُّتَزَیَّنَ لَہٗ فَاِذَا کَانَ الْاِنْسَانُ فِیْ بَلَدٍ یَتَزَیَّنُ اَھْلُہٗ بِتَغْطِیَۃِ رُؤُوْسِھِمْ کَھٰذَا الْبَلَدِ فَاِنَّہٗ یَتَاَکَّدُ فِیْ حَقِّہٖ تَغْطِیَۃُ الرَّأْسِ لِاَنَّ عُرْفَ النَّاسِ فِی الْبَلَدِ تَغْطِیَۃُ رُؤُوْسِھِمْ لَیْسَ ھٰذَا وَاجِبًا وَلَا یَاْثِمُ بِکَشْفِ الرَّأْسِ لٰکِنْ یَجْرِیْ عَلٰی فَھْمِ اَھْلِ بَلَدِہٖ اَنَّہٗ مِنَ الزِّیْنَۃِ وَمَا تَعَارَفُوْا عَلَیْہِ فِیْ ھٰذِہِ الْقَضِیَّۃِ لِاَنَّ قَوْلَہٗ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ یَشْمَلُ اَیْضًا

اَلزِّیْنَۃَ الْعُرْفِیَّۃَ الَّتِیْ تَعَارَفَ عَلَیْھَا النَّاسُ وَ لٰکِنَّ عَادَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْقَدِیْمِ تَغْطِیَۃُ الرَّأْسِ وَکَانُوْا یَضَعُوْنَ الْعَمَائِمَ

(سلسلۃ الاداب الاسلامیۃ: ج۱۰ص۲)

"سترِ رأس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اللہ عزوجل زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے زینت اختیار کی جائے۔ لہٰذا انسان جب ایسی جگہ ہو جہاں سر ڈھانپنے کو زینت سمجھا جاتا ہو جیسا کہ ہمارا یہ شہر تو ایسی جگہ میں سر ڈھانپنا اور بھی زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے کیونکہ اُس جگہ سر ڈھانپنے کا عرف ہے۔ اگرچہ نہ یہ واجب ہے اور نہ سر کھلا کرنے میں کوئی گناہ ہے لیکن جب وہاں کے لوگوں کا فہم و عرف یہ ہے کہ سر کو ڈھانپنا زینت ہے تو نماز کے اندر سر ڈھانپنے کے قضیہ میں اِسی عرف و فہم پر چلنا چاہیے کیونکہ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ کا قرآنی حکم زینت عرفیہ کو بھی شامل ہے اور مسلمانوں کی قدیم سے عادت چلی آرہی ہے سر ڈھانپنے کی اور سر پر پگڑی باندھنے کی"

⑨ اِنَّ الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَرَأْسُہٗ مَکْشُوْفٌ اَنَّ صَلَاتَہٗ جَائِزَۃٌ فَالَّذِیْ یُصَلِّیْ وَعَلٰی رَأْسِہٖ قَلَنْسُوَۃٌ اَوْلٰی وَ اَحْرٰی

(الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ للمفتی الشیخ عبداللہ بن الشیخ محمد: ج۵ص۲۲۵)

"بے شک جو آدمی برہنہ سر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز جائز ہے لیکن سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اولیٰ و افضل ہے"

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فتاویٰ غیر مقلدین کی روشنی میں﴾

① فتویٰ شمس العلماء میاں نذیر حسین صاحب، بانی جماعت اہلحدیث

"اِس میں کلام نہیں ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ اور اُن کے بعد کے لوگ عام طور پر عمامہ کی موجودگی میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

.....اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز با عمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے باعتبار وقار وسکینہ واتباع سنت کے۔ حدیث عبادۃ میں فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَاءُ الْمَلَائِکَۃِ پگڑی سر پر رکھا کرو کہ یہ فرشتوں کا لباس ہے اور حدیث رکانہ میں فرمایا ہے فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ فَوْقَ الْقَلَانِسِ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر پگڑیاں ہیں۔ ایک اور فتویٰ میں فرماتے ہیں، جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اُس شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے" (فتاویٰ نذیریہ: ج ۳ ص ۲۷۲، ۳۷۳، ج ۱ ص ۲۴۰)

۲ غیر مقلد عالم مولانا عبدالستار صاحب کا فتویٰ

نائب مفتی محکمۃ القضاء الاسلامیہ، جماعت غرباء اہلحدیث کراچی

"ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب وزینت ہے" (فتاویٰ ستاریہ: ج ۳ ص ۵۹، صحیفہ اہلحدیث کراچی: ج ۳۲ شمارہ ۱)

۳ غیر مقلد عالم مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا عبدالجبار غزنوی کے فتاویٰ

"سر اعضاء ستر میں سے تو نہیں لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اِس لحاظ سے نہیں بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیے۔ مرد کے کندھے بھی اعضاء ستر میں سے نہیں لیکن صحیح بخاری میں ہے ایک کپڑے میں کوئی نماز نہ پڑھے جب تک اُس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کندھوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کا حکم اس لئے آپ نے دیا تا کہ بدن کا اعلیٰ حصہ بھی نماز میں ڈھکا رہے اگر چہ وہ اعضاء ستر میں سے نہیں ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اِس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ایک کپڑے

میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ چہ جائیکہ اُن کو مسجد میں اجازت دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ تم ہر نماز کے وقت لباس پہنا کرو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی (اختیارات: ص۴۴) میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نماز کیلئے اعضاء ستر کے ڈھانکنے کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ۔

ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اِس کے بعد اِس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بہ صراحت یہ مذکور ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہ کرامؓ نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو۔ اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے خشوع وخضوع کی علامت نہیں۔ اور اگر سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ و لایاتون الصلٰوۃ الاوھم کسالی (نماز کو آتے ہیں تو سست ہو کر)۔ غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث: ج۴ ص۲۹۰، ۲۹۱)

④ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ

"صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہو پگڑی سے" (فتاویٰ ثنائیہ: ج۱ ص۵۲۳، ۵۲۵)

⑤ جمعیت اہلحدیث کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کا فتویٰ

"الجواب وباللہ التوفیق: متذکرہ سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جاسکتا ہے ① مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے ② افضلیت یعنی آنحضرت اور صحابہ کے عام عمل کے لحاظ سے

۴ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ اگر اِس کو ننگا رکھا گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اِس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی جس طرح پنڈلی، پیٹ اور پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے۔ ننگے سر بھی درست ہے لیکن اِسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کرے حدیث میں اِس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اِسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں عقل منداور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور اہل علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس سے اِس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً باجماعت فرائض میں، بلکہ عادت مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے۔

امام بخاری فرماتے ہیں بَابُ وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ فِیْ الثِّیَابِ وَ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (صحیح بخاری مع فتح: ج ا ص ۳۱۸) امام بخاری کا مطلوب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز یا تو صرف اظہار جواز کے لئے ہے یا کپڑوں کی کم یابی کی وجہ سے ہے ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے، سنت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں؟ یہ مسئلہ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا تو فرمایا جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم بھی وسعت

کرو۔ تمیمی کا قول ہے ایک کپڑے میں نماز جائز ہے، دو میں بہتر ہے، چار کپڑے ہوں یعنی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور چادر تو نماز کامل ہوگی۔ (مغنی ابن قدامہ: ج ۱ ص ۶۲۱)

غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کی عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بدعملی یا کسل (سستی) کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے۔ بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ (اللہ کی پناہ) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دو کپڑوں میں پڑھو کہ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا دو کپڑے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں مدینے میں کسی کے پاس تمہیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ (سنن بیہقی: ج ۱ ص ۲۳۶) ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔ ان تمام گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلاوجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے یہ اور بھی نامناسب ہے۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث (ملخصاً): ج ۱ ص ۲۸۶، ۲۸۹)

⑨ غیر مقلد عالم مولانا سید محب اللہ شاہ راشدی کا فتویٰ

نوٹ! ہمارے ہاں اکثر نوجوان اہلحدیث بھائی نمازوں میں عموماً ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں جس کی نشاندہی سندھ کے معروف اہلحدیث عالم دین پیر سید محب اللہ شاہ راشدی صاحب نے اپنی ذیل کی تحریر میں کی ہے۔ پیر صاحب کی یہ تحریر متانت سنجیدگی

اور دلائل کی قوت سے معمور ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اِس کے مطالعہ سے ہمارے بہت سے بھائیوں کو ترک سنت کے نقصانات کا احساس ضرور ہوگا اور وہ اپنے اندر سنت پر کاربند ہونے کا عزم پیدا کریں گے۔(ادارہ الاعتصام لاہور)الاعتصام، مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ء میں ننگے سر نماز ہوجانے کے متعلق ہمارے محسن دوست مولانا حافظ نعیم الحق نعیم حفظہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ شائع ہوا ہے)

جہاں تک ننگے سر نماز ہوجانے کی حد تک بات ہے تو اس کے بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اِس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوا کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں۔ راقم الحروف کے علم کے حد تک سوائے حج وعمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چند احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

① حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری مع فتح الباری: ج ۱ص ۳۰۸)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ضرور اسی عمامہ سے نماز پڑھی ہوگی کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ عمامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث حضر و سفر دونوں کو شامل ہے۔

② حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز فجر سے پہلے قضاءِ حاجت کے لئے نکلے۔ قضاءِ حاجت کی، پھر لوٹے۔ پھر حضرت مغیرہؓ نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر اس میں یہ الفاظ ہیں: ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ (الخ)

"پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا"(صحیح مسلم: ج۱ص۲۶۱)

③ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ

"گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا"(صحیح مسلم: ج۱ص۴۷۳)

④ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

"رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ (کے سر مبارک) پر کالی پگڑی تھی"(صحیح مسلم ج۱ص۴۳۹)

بعض علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر مغفر (خود) تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہل جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا (جیسا کہ حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے) پھر اس کو اتار لیا اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّہٗ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

"آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دیا گیا تھا۔ یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ سیاہ عمامہ خود کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تاکہ نبی ﷺ خود کے لوہے سے اپنے سر مبارک کو محفوظ رکھیں"

(فتح الباری: ج ۴ ص ۶۱، ۶۲)

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ

"رسول اللہ ﷺ جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے" امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۳۷۴ سنن ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا تھوڑا

سا لٹکا چھوڑ دیا'' (مشکوۃ : ج اص ۴۷ے۳ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۸)

⑦ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلشُّھَدَاءُ اَرْبَعَۃٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَیِّدُ الْاِیْمَانِ اَتَی الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰہَ حَتّٰی قُتِلَ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَرْفَعُ النَّاسُ اَعْیُنَھُمْ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ھٰکَذَا وَرَفَعَ رَاْسَہٗ حَتّٰی وَقَعَتْ قَلَنْسُوَۃٌ فَلَا اَدْرِیْ قَلَنْسُوَۃَ عُمَرَ اَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ شہداء چار ہیں۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا ہے۔ وہ دشمن کی طرف آیا اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے اجر وثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا یہ وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے اس طرح اور اپنا سر اٹھایا۔ حتیٰ کہ ٹوپی گر گئی۔ (راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں کہ ٹوپی سے حضرت عمرؓ کی ٹوپی مراد ہے یا نبی پاک ﷺ کی ٹوپی'' (جامع ترمذی ج اص ۲۹۴) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن درجے کی کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ یا نبی کریم ﷺ اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

⑧ ابو الشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی ہے۔

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ فِی السَّفَرِ ذَوَاتِ الْاٰذَانِ فِی الْحَضَرِ الْمُضَمَّرَ یَعْنِی الشَّامِیَّۃَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ وَھُوَ اَجْوَدُ الْاِسْنَادِ فِی الْقَلَانِسِ

''آنحضرت ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں مضمر یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔ عراقی کہتے ہیں کہ ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے''

(الشمائل الشریفۃ للسیوطی ج اص ۳۷۰: اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ ج اص ۳۲۶)

⑨ مصنف ابن ابی شیبہ (ج اص ۲۹۸) میں اور مصنف عبد الرزاق (ج اص ۴۰۰) میں

اس کے مانند امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَسْجُدُوْنَ وَ اَیْدِیْھِمْ فِیْ ثِیَابِھِمْ وَیَسْجُدُالرَّجُلُ مِنْھُمْ عَلٰی قَلَنْسُوَتِہٖ وَعِمَامَتِہٖ

"نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا" (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۴ ص۱۷۳) اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں باندھے ہوتے تھے۔

⑩ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللباس میں باب "البرانس" کے تحت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث لائے ہیں۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَایَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ

"ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مُحرم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: نہ قمیص پہنے، نہ پگڑیاں باندھے، نہ شلواریں پہنے، نہ برانس پہنے اور نہ ہی موزے پہنے" (فتح الباری: ج۱ ص۱۷۱، ۱۷۲) (برانس، برنس کی جمع ہے۔ یہ ایک قسم کی ٹوپی ہے)

امام بخاری نے اس کے بعد جلد ۱ صفحہ ۱۷۳ پر باب "العمائم" منعقد فرما کر اس کے تحت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی یہی حدیث لائے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے۔ ورنہ اگر صحابہؓ کا اکثر و بیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا کرتے ہوئے ننگے سر رہنا ہی معمول ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی

حالت میں) بیان نہ کی جاتی جیسا کہ عورتیں اجانب (غیروں) کے ساتھ نقاب اوڑھے ہی رہتی ہیں حالانکہ احرام کی حالت میں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں الا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آ گیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا، امام بخاری اور دیگر محدثین جنہوں نے کتاب اللباس کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے اِن کا مقصد ان باتوں میں اقتداء واتباع تھا ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

''تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ (کی ذاتِ مقدسہ) میں بہترین نمونہ ہے''

یہ ارشاد عبادات وغیرہ سب کو شامل ہے۔ ہوسکتا ہے ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نعیم صاحب طعام، شراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں سے جن اشیاء یا امور کے متعلق کوئی امر یا رغبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب ومستحب نہیں۔

لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اگر یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی۔ جب سر ڈھانپے رکھنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگا۔ لہٰذا استحباب یا مندوبیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ صحابہ کرامؓ کا تو یہ حال تھا کہ لباس وطعام میں سے جو چیز نبی ﷺ کو پسند ہوتی تو وہی چیز وہ خود اپنے لئے بھی پسند کرتے تھے۔

صحیح بخاری کے کتاب اللباس میں ''بَابُ النِّعالِ السِّبْتِيَّةِ وغيرها'' کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ عبید بن جریجؒ سے روایت لائے ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ

سے کہا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں۔ تمہارے دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ آپ "سبعیہ نعال" (بغیر بالوں کے جوتا) ہی پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

اَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا

"سبعیہ نعال" یعنی بغیر بالوں کے جوتے کے متعلق تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ جوتے وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے تھے۔ لہذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسے ہی جوتے پہنا کروں"

(فتح الباری ج ۱ ص ۳۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا سنت کے اتباع میں جو مقام ہے وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

اسی طرح امام بخاری اپنی صحیح کے "کتاب الاطعمۃ" میں باب "الدباء" کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا فَاُتِيَ بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ يَاْكُلُهُ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّهُ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهُ

"رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے ہاں تشریف لائے۔ پھر وہ آپ ﷺ کے لئے کدو لے آیا پھر آپ ﷺ اس کو کھانے لگے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو کدو کھاتے دیکھا، تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

کیا صحابہ کرامؓ کا نبی ﷺ کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعث اجر وثواب نہ تھا؟ اگر تھا تو یہی ندب واستحباب کی علامت ہے۔ اس لئے سر ڈھانپ کر چلنے پھرنے یا

نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر و بیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ یہ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہلِ حدیث جماعت کے افراد نے ننگے سر نماز پڑھنے کا جو معمول بنا رکھا ہے، اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے، مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ مندوبات و مستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

جواز کے اظہار کے لیے کبھی کبھار اتفاقاً بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو مندوبات و مستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں، یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پر جوش اہلحدیث حضرات کی طرف سے بعض متشدد حنفیوں کیوجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جاتا رہا ہے۔

یہ بات افہام وتفہیم سے بھی ہو سکتی ہے انہیں معقول دلائل پیش کیئے جائیں اور اگر وہ پھر بھی اسی پر جمے رہیں اور حق کی طرف نہ آئیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لیے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنالیں پھر اگر یہی مقصود ہے تو گھر سے ہی ننگے سر آئیں اور نماز پڑھ لیں۔ لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تو سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں اس سے مولانا نعیم الحق کی تحریر کے مطابق ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعی پھیل رہی ہے تو اس کی جانب بھی توجہ مبذول کرنا اشد ضروری ہے۔ اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ گھر سے ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہیے لیکن مسجد میں آکر اس کو اتار دینا چاہیئے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ یہی سنت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ہے اور اہلحدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض ہم اہل حدیثوں کے طرز عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی و مستمرہ معمولات میں بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ یہی نبی ﷺ کی سنت ہے؟ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر و بیشتر سر کو ڈھانپے رکھا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے اس پر دلیل کے طور پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جسے ابو الشیخ الاصبہانی نے اپنی کتاب ''اخلاق النبی ﷺ'' کے صفحہ ۱۱۵ میں ذکر کیا ہے جو سنداً تو بالکل ضعیف ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب اس روایت کو لے کر میرا معارضہ یا تعاقب شروع کر دے۔ اس لیے حفظِ ماتقدم کے طور پر یہ روایت مع سند و متن اور اس کی سند پر کلام کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب اس کو لے کر میدان میں نہ آجائیں۔ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ جُنَيْدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسىَ الْمَقَابِعِيُّ وَسُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ السَّلَّالُ، نَا بِشْرُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ نَامُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الْعَرْزَمِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ قَلَانِسَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ مُضَرَّبَةٌ وَقَلَنْسُوَةٌ بُرْدٍ حِبَرَةٍ وَقَلَنْسُوَةٌ ذَاتُ آذَانٍ يَلْبَسُهَا فِي السَّفَرِ وَرُبَّمَا وَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِذَا صَلّٰى

اس روایت میں ابو الشیخ الاصبہانی کے استاد اور اس کے دو شیوخ احمد بن عیسیٰ القانعی اور سلیمان بن داؤد السلال کے حالات ہمارے پاس موجود مصادر و مراجع میں سے کسی میں بھی نہیں۔ آگے چوتھے نمبر پر بشر بن یحیٰ المروزی آتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی سوائے

الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور الجرح والتعدیل میں بھی صرف یہ ہے کہ کان صاحبُ الرای۔ یہ الفاظ توثیق وتعدیل کے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ بھی مجہول الحال ہی ہوا۔ پھر مسلم بن سالم کا نمبر آتا ہے۔ یہ بلخی ہیں، متروک اور وضاع ہیں۔ جملہ ائمہ محدثین ان کی تضعیف پر متفق ہیں۔ پھر العرزمی ہیں اور غالب ظن یقین کے قریب یہ بات ہے کہ یہ محمد بن عبید اللہ ابن ابی سلیمان العرزمی ہیں اور یہ بھی متروک ہیں۔ اس کے بعد عطاء ہیں۔ یہ ابن ابی رباح ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں۔ تقریبُ التھذیب، المیزان واللسان)

اب ایسی روایت سے جس کی اسناد "ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" کا مصداق ہو، اس سے استناد کوئی جاہل کرے تو کر سکتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کے علم سے نوازا ہے وہ اس سے استدلال کی جرأت نہیں کر سکتا۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کر سکتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے یعنی بغیر سر ڈھانپے نماز پڑھی۔

اولاً: یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور اتنی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابرؓ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے نہ تھے۔

اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

اس سے جو بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

ثانیاً: میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں۔ اگر ننگے

سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو آپ بسم اللہ گھر سے کریں کہ ایک کپڑے کے سوا سب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہوئے چاہئیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔

شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت پکڑو یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن سر کو ننگا رکھتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس زمرہ میں سے نکال باہر کر رہے ہیں۔ اوپر صفحات میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول سر کو ڈھانپنا تھا لہٰذا میں ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔

بہر حال ان وجوہات کی بناء پر مجھے تو نماز کی حالت میں اور عام حالت میں سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر و اولیٰ اور مستحب و مندوب نظر آیا ہے۔ اگر کسی اہلِ علم نے اس پر تعاقب فرمایا کہ میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آ گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ رجوع بھی کر لوں گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

ماہنامہ الرشید لاہور اکتوبر ۱۹۹۳ء۔ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ۔ جلد ۲۲۔ شمارہ نمبر ۲: بہ شکریہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور جلد ۴۵۔ شمارہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۳ء۔ الاعتصام لاہور جلد ۴۵۔ شمارہ ۳۰۔ جولائی ۱۹۹۳ء

⑤ اقتباس مکتوب غیر مقلد عالم مولانا محمد اسحاق بھٹی

مکرمی و محترمی جناب حافظ عبدالرشید صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ سید محب اللہ صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نماز میں سر ڈھانپنا چاہئے۔ کسی حدیث میں اس قسم کے الفاظ نہیں ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے عمامہ یا ٹوپی سر سے اتار دو اور سر ننگا کر کے نماز پڑھو بلاشبہ یہ مضمون بہت اچھا ہے۔ اس سلسلہ میں مشاہیر علماء اہلحدیث کا نقطہ نظر کیا ہے؟ آپ مناسب سمجھیں تو الرشید میں شائع فرمادیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی ننگے سر نماز پڑھنے کے سخت مخالف تھے۔ بعض لوگ گرمیوں میں محض بنیان پہن کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اس کی بھی وہ شدید مخالفت کرتے تھے۔ عام طور پر اہلحدیث حضرات نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے اس سے بھی مولانا اختلاف کرتے تھے۔ وہ ہر نماز کے بعد لمبا وظیفہ پڑھتے تھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر خشوع و خضوع سے دعا مانگتے تھے۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے وہ مہتمم تھے۔ طلبہ کو باقاعدہ ہدایت تھی کہ وہ باجماعت نماز پڑھیں، نماز میں سر ننگا نہ رکھیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔ ایک دن مولانا نے چینیاں والی مسجد میں عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ان کے ایک عقیدت مند اہلحدیث نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ ان کا نام ملک محمد رفیق تھا۔ انہوں نے ننگے سر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا نے فرمایا ملک صاحب! ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔

ایک لطیفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کا ہے جو واقعہ بھی ہے۔ ایک دن ایک اہلحدیث مولوی صاحب نے پگڑی اتار کر ننگے سر نماز پڑھی۔ مولانا نے فرمایا یہ آپ نے کیا حرکت کی؟ پگڑی اتار کر نماز پڑھنا کہاں کا مسئلہ ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ میں نے ٹھیک کیا ہے۔ میرے ساتھ اس مسئلے پر بحث کر لیں۔ مولانا نے فرمایا۔ مجھے آپ کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے تو ایک شریفانہ بات کی تھی کہ پگڑی اتار کر نماز

پڑھنا مناسب نہیں۔ پھر پنجابی میں فرمایا۔ ایہ تاں ایک پگ دی گل سی، میرے ولوں لک دی دی لاہ لے۔

مولانا حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی معروف اہلحدیث عالم تھے۔ ایک صاحب نے حافظ صاحب سے سوال کیا کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ صاحب نے جواب دیا۔ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ پگڑی یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔ سائل نے پوچھا یہ کہاں لکھا ہے؟ حافظ صاحب نے نہایت عمدہ جواب دیا فرمایا جہاں جی چاہے لکھ لو بات وہی ہے جو میں نے بتادی۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مشاہیر علمائے حدیث ننگے سر نماز پڑھنے کو معیوب قرار دیتے تھے اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور عجز و عاجزی سے دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن نئے دور کے اہلحدیث علماء ننگے سر نماز پڑھنے کے حق میں دلائل فراہم کرتے ہیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کچھ مانگنے کو حدیث رسول کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

کھرک فی الصلوۃ:

اہلحدیث حضرات میں ایک عجیب و غریب بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ نماز شروع کرتے ہی ان کے جسم پر کھجلی ہونے لگتی ہے۔ ادھر نماز کی نیت باندھی اور ادھر کھجلانا شروع کر دیا۔ کبھی سر میں ہاتھ پھیرا، کبھی داڑھی میں، کبھی بغلوں میں، کبھی کان میں، کبھی ناک میں، کبھی کہیں۔ یہ کھرک فی الصلوۃ کا مسئلہ معلوم نہیں ان کو حدیث کی کس کتاب سے ملا ہے؟ نماز جمع کرنے کے بھی اہلحدیث حضرات بہت شائق ہیں۔ ان کی کسی میٹنگ میں جا کر دیکھئے، ظہر کی نماز پڑھی اور ساتھ ہی عصر کی لپیٹ دی۔

بہر حال مولانا سید محب اللہ شاہ راشدی کو اللہ تعالیٰ خوش رکھے۔ انہوں نے نماز میں سر ڈھانپنے کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ لائق مطالعہ ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئے۔ آپ نے

یہ مضمون چھاپ کر اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے علم میں لانے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین) (ماہنامہ الرشید جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

نیز مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اپنی کتاب نقوشِ عظمت رفتہ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں

"مولانا داؤد غزنوی ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اُٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے۔ ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا" اور صفحہ ۱۸۹ پر لکھتے ہیں۔

"اہلحدیث حضرات کو کچھ عرصہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کی ایسی عادت پڑی ہے کہ اب انہوں نے اسے شرعی مسئلہ بنالیا ہے"

⑧ فتویٰ غیر مقلد عالم مولانا عبدالمجید سوہدری

"ننگے سر نماز ہو جاتی ہے مگر بطور فیشن، لاپرواہی اور تعصب کی بنا پر مستقل یہ عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جارہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی علیہ السلام نے خود یہ عمل نہیں کیا" (اہلحدیث سوہدرہ: ج ۱ص ۱۵، شمارہ ۱۲، فتاویٰ علمائے حدیث: ج ۱ص ۲۸۱)

⑨ فتویٰ غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا ابوسعید شرف الدین

"بعض کا شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔ ہاں اس فعل کو مطلقاً ناجائز کہنا بھی بیوقوفی ہے ایسے ہی برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بیوقوفی ہی تو ہوتی ہے" (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ص ۵۲۳) دوسری جگہ فرماتے ہیں "بحکم خذوا زینتکم عند کل مسجد اور رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ ننگے سر کو نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد

بندہ (یعنی بدعت) ہے اور خلاف سنت ہے" (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ ص ۵۹۲)۔

⑩ ارشاد غیر مقلد عالم سید ابوبکر غزنوی

"ننگے سر نماز پڑھنا مولانا (سید داؤد غزنوی) کو بہت ناگوار گزرتا تھا"

(سیرت مولانا داؤد غزنوی: ص ۱۳۴)

⑪ ننگے سر رہنا کیسا ہے؟ (از ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی)

① سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا اور آپ نے اس کے دونوں سرے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (مسلم: ۱۳۵۹، دارالسلام: ۳۳۱۳)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور آپ کے سر پر یہ سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ (مسلم: ۱۳۵۸، دارالسلام: ۳۳۰۹)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہی مائل رنگ کا عمامہ تھا۔ (شمائل ترمذی: ۹۵ وسندہ حسن)

④ نبی ﷺ نے ایک صحابی کے سر پر سفید عمامہ باندھا تھا۔

(دیکھئے المستدرک للحاکم: ج ۴ ص ۵۴۰، حدیث ۸۶۲۳، اتحاف المہرہ: ج ۸ ص ۵۹۰ حدیث ۱۰۰۱۵ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

⑤ رسول اللہ ﷺ اپنے عمامہ پر مسح بھی کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: ۲۰۵، صحیح مسلم ۲۷۴، دارالسلام: ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۶)

⑥ صحابہ کرامؓ اپنے سروں پر عمامہ رکھتے تھے مثلاً

① سیدنا عبداللہ بن عمرؓ (مسلم: ۲۵۵۲، دارالسلام: ۲۵۱۳، ۲۵۱۵) ② عبداللہ بن عتیک

(بخاری:۴۰۳۹) ④ عبیداللہ بن عدی بن الخیارؓ (بخاری:۴۰۷۲)

⑤ کئی تابعین عظام سے کالے عمامے باندھنا ثابت ہے۔(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ :ج۸ص۲۳۶ حدیث۲۳۹۵۲، ۸/ ۲۳۷ حدیث ۲۳۹۶۱)

نتیجہ: صحابہ کرام وتابعین عظام کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔کیا ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے اس پہلو پر کبھی غور کیا ہے اور کیا ہم اس سنت نبوی ﷺ کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں؟

(ماہنامہ الحدیث: ج۵ ش۷ جون ۲۰۰۸ء)

﴿فرقہ اہلحدیث (منکرین فقہ) سے ۲۰ سوالات﴾

ضروری نوٹ: ہر سوال کا فقہی جواب ہم نے لکھ دیا ہے۔فرقہ اہلحدیث (منکرین فقہ) کا دعویٰ ہے کہ دین میں امتی تو کجا، نبی تو کجا، سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی رائے بھی حجت نہیں۔لہٰذا وہ ہر سوال کے فقہی جواب کی جگہ قرآن کریم کی صریح آیت یا صحیح صریح مرفوع حدیث بطور جواب لکھ دیں تو ہم اہلحدیثوں کو سچا مان لیں گے ورنہ.....

سوال ①: نماز میں ستر ڈھانپنا صحت نماز کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ اور شرط کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر ستر ڈھانپنے پر قدرت ہو تو ستر ڈھانپنا صحت نماز کیلئے شرط ہے۔(عالمگیری: ج۱ص۵۸)

شرط وہ ہے جو مشروط سے خارج ہو لیکن مشروط کی صحت اس پر موقوف ہو جیسے وضو نماز کیلئے شرط ہے۔(کتاب التعریفات:ص۹۱)

سوال ②: مرد کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

جواب: ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے والے سرے تک ستر ہے۔ناف ستر سے

خارج ہے مگر گھٹنے ستر میں داخل ہیں۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۳: عورت کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

جواب عورت لونڈی نہ ہو آزاد ہو تو اس کے بال اور سارا بدن ستر ہے مگر چہرہ ہتھیلیاں اور قدم ستر نہیں۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۴: لونڈی کے بدن کا کونسا حصہ ستر ہے؟

جواب لونڈی کی پیٹھ، پیٹ اور ناف سے گھٹنوں تک بمع گھٹنوں کے ستر ہے۔
(عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۵ خسرے کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

جواب اگر خسرے میں مرد کی علامات زیادہ ہوں تو وہ مرد کے حکم میں ہے اور اگر عورت کی علامات زیادہ ہوں تو وہ عورت کے حکم میں ہے۔ اور اگر علامات برابر ہوں یعنی خنثی مشکل ہو تو وہ نماز میں سارا بدن ڈھانپے۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۶: اگر ایک آدمی نے تہہ بند، شلوار کے بغیر اکیلی لمبی قمیص میں نماز پڑھی اور قمیص کے بٹن کھلے رہ گئے حتی کہ رکوع و سجدہ میں شرمگاہ اس کو نظر آتی ہے۔ تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے۔

جواب اس آدمی کی نماز صحیح ہے۔(عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۷ اگر ایک آدمی نے تاریک کمرہ میں برہنہ بدن نماز پڑھی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب بالاجماع اس کی نماز جائز نہیں ہے۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ۸ ایک آدمی کے پاس ستر ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہیں وہ برہنہ بدن نماز پڑھتا ہے۔ وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر؟ وہ رکوع و سجدہ کرے یا رکوع و سجدہ کیلئے اشارہ کرے؟

جواب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ اشارے سے کرے یہ زیادہ بہتر ہے یعنی افضل یہی ہے۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۵۸)

سوال ⑨ اگر نماز میں ستر کا کچھ حصہ ظاہر ہوا اور کچھ چُھپا ہوا ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے اگر ان میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو تو نماز جائز نہیں اگر اس سے تھوڑا کھلا ہو تو نماز جائز ہے۔ (عالمگیری: ج۱ص ۵۸)

سوال ⑩ کون کون سے اعضا کا چھپانا فرض ہے؟

جواب مرد کے آٹھ اعضاء ہیں جن کا چھپانا فرض ہے ① ذکر ② خصیتیں اور یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں ③④ ہر ایک سرین علیحدہ علیحدہ عضو ہے ⑤ دبر مع اپنے اردگرد کے یہ سرین سے الگ عضو ہے۔⑥⑦ ہر ایک ران گھٹنے سے ران کی جڑ تک ایک عضو ہے۔ ⑧ ناف سے عضو تناسل کی جڑ تک اور دونوں پہلوؤں سے جو حصہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سب ملکر ایک عضو ہے۔ اور آزاد عورت یعنی جو لونڈی نہ ہو اس کے چہرے دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ سارا بدن ستر ہے اور وہ اٹھائیس ⑱ اعضاء ہیں ① سر یعنی سر کے بالوں کے ایک عضو ہے ② کانوں سے نیچے لٹکے ہوئے بال الگ عضو ہے۔③④ دونوں کان الگ الگ عضو ہیں ⑤ گردن اس میں گلا بھی داخل ہے (⑥، ⑦) دونوں کندھے (⑧، ⑨) دونوں بازوان میں کہنیاں بھی داخل ہیں (⑩، ⑪) دونوں کلائیاں یعنی کہنی سے پہنچوں تک ⑫ سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کے نیچے تک (⑬، ⑭) دونوں پستان علیحدہ علیحدہ عضو ہیں جبکہ اچھی طرح ابھر چکے ہوں اگر بالکل نہ اٹھے ہوں یا خفیف ابھرے ہوئے ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی ہیت نہ پیدا ہوئی ہو تو سینہ کے تابع ہیں جدا عضو نہیں ہیں۔ دونوں چھاتیوں کے درمیان کی جگہ ہر صورت میں سینہ میں داخل ہے ⑮ پیٹ یعنی سینہ کی مذکورہ حد سے ناف کے نیچے کے کنارے تک پس ناف بھی پیٹ کے تابع ہے ⑯ پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک ⑰ دونوں کندھوں کے درمیان جو جگہ ہے بغل کے نیچے سے سینہ کے نیچے کی حد تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینہ ہیں اور پچھلا حصہ پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں

کمر تک جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا حصہ پیٹھ میں شامل ہے (۱۸) ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے۔ اور ان کے مقابل پشت کی جانب سے سب مل کر ایک عضو ہے (۱۹) فرج بمع ارد گرد کے (۲۰) دبر بمع ارد گرد کے (۲۱، ۲۲) دونوں سرین (۲۳، ۲۴) دونوں رانیں گھٹنے بھی ان میں شامل ہیں (۲۵، ۲۶) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت (۲۷، ۲۸) دونوں ہتھیلیوں کی پشت (۲۹، ۳۰) دونوں پاؤں کے تلوے اگرچہ آخری چار کے بارے دوسرا قول عدم ستر کا بھی ہے۔ (فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲)

سوال (۱) جس عضو کا چھپانا فرض ہے اگر وہ تھوڑا تھوڑا مختلف جگہوں سے کھلا ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اندازہ کر کے دیکھیں اگر وہ اکٹھا ہونے کی صورت میں اس عضو کی چوتھائی کے برابر ہو تو نماز جائز نہیں اگر اس سے کم ہو تو نماز جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال (۲) جن اعضاء کا چھپانا نماز میں فرض ہے اگر ان میں سے مختلف اعضاء کے تھوڑے تھوڑے حصے کھلے ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ کھلے حصے جمع ہو کر ان اعضاء میں سے جو چھوٹا عضو ہے اس کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تو نماز جائز نہیں اور اگر اس سے کم ہو تو نماز جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال (۳) ایک آدمی نے نماز میں قابل ستر عضو کا چوتھا حصہ قصداً کھولا پھر فوراً چھپا لیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی نماز فاسد ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۹، فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۰)

سوال (۴) اگر قابل ستر عضو کا چوتھائی حصہ ہوا وغیرہ کی وجہ سے کھل جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسی حالت میں نماز کا رکن ادا کر لیا یا ادا رکن کی مقدار یعنی تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرا رہا تو اس کی نماز جائز نہیں۔ اور اگر فوراً چھپا لیا یا مقدار رکن سے پہلے

ڈھانپ لیا تو نماز جائز ہے۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸، فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۰)

سوال ⑮ اگر عورت کھڑے ہو کر نماز پڑھتی ہے تو ستر کا اتنا حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھتی ہے تو قیام جو کہ فرض ہے وہ چھوٹ جاتا ہے۔ وہ عورت کیا کرے؟

جواب عورت بیٹھ کر نماز پڑھے۔(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۹)

سوال ⑯، ⑰ ایک آدمی نے نماز پڑھی اس کی جیب میں انڈا تھا نماز سے فارغ ہو کر انڈے کو توڑا تو انڈے سے خون یا مرا ہوا بچہ نکلا۔ نماز جائز ہے یا نہیں؟ ایک آدمی کے پاس بوتل میں پیشاب تھا اس نے اسی حالت میں نماز پڑھ لی نماز جائز ہے یا نا جائز؟

جواب پہلی صورت میں نماز جائز ہے کہ جب تک نجاست اپنے محل میں ہو اس کا اعتبار نہیں ہوتا اور دوسری صورت میں نماز جائز نہیں ہے کہ نجاست اٹھا کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۶۲)

سوال ⑱ کتنے کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے؟

جواب مرد کیلئے تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے ① قمیص ۔② تہبند (یا شلوار)۔③ پگڑی (یا ٹوپی)۔ عورت کیلئے بھی تین کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔ قمیص۔ تہبند (یا شلوار)، اوڑھنی۔

سوال ⑲ کیا رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی نے کپڑا ہوتے ہوئے جان بوجھکر فرض نماز ننگے سر پڑھی ہے؟

جواب ان حضرات میں سے کسی نے بھی کپڑا ہوتے ہوئے فرض نماز ننگے سر نہیں پڑھی۔

سوال ⑳ کیا کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا سنت؟

جواب کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(البحر الرائق: ج ۱ ص ۲۶۹، فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۱۰۶)

﴿فرقہ اہل حدیث (منکرین فقہ) اپنے مسائل کو قرآن وحدیث کے صریح دلائل سے ثابت کرے﴾

①② عرف الجادی ص۲۲ مؤلفہ نواب نورالحسن خان میں ہے "ہر کہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامۂ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست"۔

ستر کا کوئی حصہ نماز میں کھلا ہو یا ناپاک کپڑے میں نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

③ بدور الاہلہ ص۳۸ (مؤلفہ نواب صدیق خاں) میں ہے۔ پس مصلی بانجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست، ہمچنیں ادلۂ صحیحہ دال بر وجوب ستر عورت در نماز و در جز آن ست نہ بر شرطیت۔ ناپاک بدن کے ساتھ نماز پڑھنے والا نمازی گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز باطل نہیں اس طرح صحیح ادلۂ سے ثابت ہے کہ ستر کا ڈھانپنا نماز میں واجب ہے لیکن نماز کی صحت کیلئے شرط نہیں (لہٰذا برہنہ بدن نماز صحیح ہے)

④ واما آنکہ نماز زن اگرچہ تنہا یا با زناں یا با شوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست (بدور الاہلہ: ص۳۸)

بہرکیف یہ بات کہ "اگر عورت تنہا یا دوسری عورتوں یا شوہر یا دوسرے محرموں کے سامنے بالکل برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں" قابل تسلیم نہیں ہے۔

⑤ وطہارت محمول وملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست

(بدور الاہلہ: ص۳۸ مؤلفہ نواب صدیق خاں)

نماز میں اٹھائی ہوئی چیز کی طہارت اسی طرح لباس کی طہارت کو صحت نماز کیلئے شرط قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ (نجاست اٹھا کر یا نجس کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح ہے)

نوٹ: ان پانچ مسئلوں پر قرآن وحدیث کی پانچ صریح دلیلیں پیش کریں۔ بصورت دیگر

ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ

''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔۔۔۔۔۔۔''

مرد وعورت کے مسائل نماز میں فرق نہ کرنے والے فرقے کا مسلک اور اس کے مطابق ان کا عمل یہ ہے کہ قیام کی حالت میں ان کے مردوزن اپنی رانوں، گھٹنوں اور پنڈلیوں کو اتنا کشادہ اور جدا کرتے ہیں کہ ان کے دونوں پاؤں کے درمیان دو بالشت سے اڑھائی بالشت تک فاصلہ ہو جاتا ہے، لیکن مردوزن ہر دو کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے اور شرعی اعتبار سے کئی خرابیوں پر مشتمل ہے، ہم زیر غور مسئلہ کے بارے میں پہلے احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں پھر ان کی تشریح کے سلسلہ میں پانچ امور قارئین کی خدمت میں عرض کریں گے جن سے اس مسئلہ کا ہر پہلو واضح ہو جائے گا اور منکرین فقہ کی طرف سے دیئے گئے دھوکے اور مغالطے بھی دور ہو جائیں گے (انشاء اللہ العزیز)

حدیث نمبر۱: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ (سنن ابی داؤد: ج۱ص۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے کمال میں سے ہے۔

حدیث نمبر۲: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رُصُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَھَا وَحَاذُوْا

بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّھَا الْحَذَفُ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو ملاؤ اور صفوں کے درمیان ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور گردنوں کو برابر کرو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں البتہ شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ تمہاری صفوں کی خالی جگہوں سے بکری کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۳: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھِمْ قُلْنَا وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھِمْ قَالَ یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْمُقَدَّمَۃَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں ہم نے عرض کیا فرشتے اپنے رب کے سامنے کیسے صفیں بناتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ یَقُوْلُ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النَّاسِ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثَلَاثًا وَاللّٰہِ لَتُقِیْمُنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ قَالَ فَرَاَیْتُ الرَّجُلَ یُلْزِقُ مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَرُکْبَتَہٗ بِرُکْبَۃِ صَاحِبِہٖ وَکَعْبَہٗ بِکَعْبِہٖ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رخ انور ہماری طرف کیا اور تین مرتبہ فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرو، اللہ کی قسم البتہ تم ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے یا

پھر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی مخالفت ڈال دے گا، نعمان بن بشیر کہتے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملاتا ہے۔

حدیث نمبر۵: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُدُّوْا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا بِاَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ وَمَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ (سنن ابی داؤد: ج۱ص۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں میں خالی جگہوں کو پُر کرو اور اپنے بھائیوں کے آگے نرمی اختیار کرو اور صفوں میں شیطان کے لیے خالی جگہ مت چھوڑو، اور جو شخص صف کو ملائیگا (صف میں قائم رہ کر یا خالی جگہ کو پُر کر کے) اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ) ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹ دیگا (صف کو بلا عذر چھوڑ کر یا خالی جگہ کو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت و مغفرت سے) محروم کر دے گا۔

حدیث نمبر۶: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِیَةٍ اِلٰی نَاحِیَةٍ یَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاکِبَنَا وَیَقُوْلُ لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ

(سنن ابی داؤد ج۱ص۶۷، باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف میں داخل ہوتے ایک کنارے سے دوسرے تک اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھ کے ساتھ برابر کرتے اور فرماتے صفوں میں آگے پیچھے نہ ہوا کرو کہ اس سے تمہارے دلوں میں فرق آجائے گا، نیز

فرماتے تھے کہ اگلی صفوں پر اللہ تعالیٰ پہلے رحمت نازل کرتے ہیں اور فرشتے بھی اگلی صفوں کے لیے پہلے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

تشریح احادیث:

مذکورہ بالا احادیث کے سمجھنے کے لیے پانچ امور کی وضاحت ضروری ہے ① ٹخنے، پاؤں، گردن اور صفوں کے ملانے سے کیا مراد ہے؟ ② تسویہ صفوف سے کیا مراد ہے؟ تسویہ صفوف کا فائدہ کیا؟، یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ ③ نمازی کے پاؤں کے درمیان فاصلہ کتنا ہو؟ ④ پاؤں کے درمیان فاصلہ، نماز باجماعت اور انفرادی نماز میں ایک جیسا ہے یا فرق ہے؟ ⑤ کیا پاؤں کے درمیان فاصلہ مرد و زن سب کے لیے ہے؟

امر اول: (پاؤں وغیرہ ملانے سے کیا مراد ہے)

حدیث نمبر ۳ میں صفوں کے اندر آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور حدیث نمبر ۴ میں کندھوں، گھٹنوں اور ٹخنوں کو ملانے کا حکم ہے، یہاں پر تین لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

① تراصّ، لغت میں اس کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملنا، جڑنا، چمٹنا،

② الصاق ③ الزاق، ان دونوں لفظوں کا لغت میں معنی ہے ملانا، چمٹانا، لیکن ان احادیث میں یہ لغوی معنی ہرگز مراد نہیں کہ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ جاؤ، اور کندھوں کو کندھوں کے ساتھ، گھٹنوں کو گھٹنوں کے ساتھ، ٹخنوں کو ٹخنوں کے ساتھ ملا اور چمٹا دو ورنہ نماز میں دھکم پیل شروع ہو جائیگی اور نماز کا سکون ختم ہو جائیگا علاوہ ازیں اگر ایک آدمی کوتاہ قامت ہو دوسرا دراز قامت ہو تو یہ دونوں آپس میں گھٹنے اور کندھے ملائیں گے کیسے؟

اسی طرح اگر نمازی حضرات آپس میں ٹخنے ملانے کی کوشش کریں گے تو ہر نمازی کو دونوں پاؤں دائیں بائیں ٹیڑھے کرنے پڑیں گے کہ اس کے بغیر ٹخنے آپس میں نہیں مل سکتے تو وہ صف کیسی ہوگی جس میں ہر نمازی کے دونوں پاؤں باہر کی جانب ٹیڑھے ہوں

گے۔ یہ صورت تو صفوف والے مقصد کے بھی خلاف ہے کیونکہ تسویہ صفوف سے مقصد ہے صفوں کو خوبصورت بنانا اور ٹیڑھے پاؤں والی صف بری بھی معلوم ہوگی اور نماز میں سکون بھی ختم ہو جائیگا عملاً مشکل بھی ہے اور اس پر نہ کبھی عمل ہوا ہے نہ اب ہو رہا ہے اس لئے یہاں حقیقتاً ملانا اور چمٹانا مراد نہیں۔

منکرین فقہ نے اسی لفظ سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے جبکہ وہ خود بھی ٹخنے، گھٹنے اور کندھے نہیں ملاتے البتہ وہ پاؤں پھیلا کر انگلی کو انگلی کے ساتھ ملاتے ہیں حالانکہ حدیث میں انگلی کو انگلی کے ساتھ ملانے کا حکم نہیں ہے بلکہ ملانے سے ① یا قرب والا مجازی معنی مراد ہے یعنی صفوں میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوا کرو کہ درمیان میں نمازی کی جگہ خالی نہ رہے اور نہ خالی جگہ نکل سکے اس طرح کندھا کندھے کے، گھٹنہ گھٹنے کے اور ٹخنہ ٹخنے کے قریب ہو۔ اسی طرح صفوں کو جو ملانے کا حکم ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ صفوں کو آپس میں ملادو اور آپس میں چمٹا دو ورنہ رکوع وسجود نہ ہو سکے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کے درمیان بقدر ضرورت کہ رکوع وسجود باسانی ہو سکے، اس سے زیادہ فاصلہ اور دوری نہ رکھو، صفوں کے ملانے سے مراد یہی ہے، اسی طرح ٹخنوں کو ملانے سے بھی قرب والا معنی مراد ہے، یعنی ٹخنہ ٹخنے کے قریب ہو۔ ② یا الزاق وغیرہ سے محاذاۃ والا معنی مراد ہے یعنی ٹخنہ ٹخنے کے، گھٹنہ گھٹنے کے، کندھا کندھے کے اور گردن گردن کے برابر اور سیدھ میں ہو مذکورہ بالا مفہوم ومراد کی تائیدات ملاحظہ کیجئے۔

تائیدات:

① اَلْمُرَاصَّةُ نَوْعَانِ الْاُوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ بِهَاسَدُّ الْخَلَلِ بِاَنْ لَّا یَبْقٰی بَیْنَ الرَّجُلِ وَصَاحِبِهٖ فُرْجَةٌ هٰذِهٖ مَشْرُوْعَةٌ وَمُرَاصَّةٌ شَدِیْدَةٌ تُتْعِبُ الْمُصَلِّیْنَ فَهٰذِهٖ مُؤْذِیَةٌ وَلَیْسَتْ هِیَ الَّتِیْ اَمَرَ بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ اِیْذَاءَ النَّاسِ وَخَاصَّةً فِی الصَّلٰوةِ اَمْرٌ غَیْرُ مَرْغُوْبٍ فِیْهِ بَلْ

نُهِيَ عَنْهُ فَهٰذِهٖ مُرَاصَّةٌ وَاَمَّا قَوْلُهٗ قَارِبُوْا بَيْنَهَا فَالْمَعْنٰى اَنْ يُّقْرُبَ الصَّفُّ الثَّانِيْ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثُ مِنَ الثَّانِيْ

(الشرح المختصر علی بلوغ المرام: ج۳ص۲۴۵)

ترجمہ: صف میں ایک دوسرے کیساتھ ملنے کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس طرح ملنا کہ اس کے ساتھ دو نمازیوں کے درمیان خالی جگہ پُر ہو جائے۔ یعنی آدمی اور اس کے ساتھی کے درمیان خالی جگہ باقی نہ رہے یہ قسم مشروع ہے دوسری قسم یہ ہے اس طرح ملنا جو نمازیوں کو تھکا دے اور مشقت میں ڈالدے اس کا نبی کریم ﷺ نے حکم نہیں دیا کیونکہ لوگوں کو تکلیف دینا خصوصاً نماز میں کوئی پسندیدہ کام نہیں بلکہ ممنوع ہے یہ تو صفوں کے اندر نمازیوں کے ملنے کی وضاحت ہے رہا یہ حکم کہ صفوں کو قریب کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری صف، صف اول کے، اور تیسری صف، صف ثانی کے قریب ہو۔

② محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں۔

لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْمُرَاصَّةِ الْمُرَاصَّةُ الَّتِيْ تُشَوِّشُ عَلَى الْاٰخَرِيْنَ وَاِنَّمَا الْمُرَادُ مِنْهَا اَنْ لَّا يَكُوْنَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ فُرْجَةٌ،

(شرح ریاض الصالحین: ج۱ص۱۲۲۸)

ترجمہ: ملنے سے ایسا ملنا مراد نہیں جو دوسروں کو پریشان کر دے صرف اس قدر ملنا مراد ہے کہ دو نمازیوں کے درمیان دوسرے نمازی کی جگہ خالی نہ رہے۔

③ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْحَافِظُ الْمُرَادُ بِذٰلِكَ الْمُبَالَغَةُ فِيْ تَعْدِيْلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهٖ قُلْتُ وَهُوَ مُرَادُهٗ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ الْاَرْبَعَةِ اَيْ اَنْ لَّا يَتْرُكَ فِي الْبَيْنِ فُرْجَةً تَسَعُ فِيْهَا ثَالِثًا (فیض الباری: ج۱ص۲۳۶)

ترجمہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کندھے کو کندھے کے ساتھ اور

قدم کو قدم کے ساتھ ملانے سے مراد ہے صف کو برابر کرنے میں اور خالی جگہوں کو پر کرنے میں مبالغہ کرنا۔ (حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں فقہاء اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک بھی یہی مراد ہے یعنی درمیان میں اتنی جگہ خالی نہ چھوڑی جائے جس میں تیسرا نمازی آسکتا ہو۔

④ علامہ عبدالمحسن عباد لکھتے ہیں، اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملانے سے مراد یہ ہے

اَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ یَقْرُبُ مِنْ صَاحِبِهٖ حَتّٰی یَلْتَصِقَ بِهٖ وَحَتّٰی یَکُوْنَ مُتَّصِلًا بِهٖ فَلَا یَکُوْنُ بَیْنَ شَخْصٍ وَآخَرَ فَجْوَةٌ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ الصُّفُوْفُ مُتَرَاصَّةً وَمُتَقَارِبَةً وَیَتَّصِلُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ

(شرح سنن ابی داؤد عبدالمحسن عباد: ج ۴ ص ۴۲)

ترجمہ: یعنی ہر ایک اپنے ساتھی کے قریب ہو کر کھڑا ہوتا کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوں، پس دونوں کے درمیان خالی جگہ نہ ہو اور صفیں بھی متصل اور قریب ہوں۔

⑤ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

وَمَا رُوِیَ اَنَّهُمْ اَلْصَقُوْا الْکِعَابَ بِالْکِعَابِ اُرِیْدَ بِهِ الْجَمَاعَةُ اَیْ قَامَ کُلُّ وَاحِدٍ بِجَانِبِ الْآخَرِ (ردالمحتار: ج ۲ ص ۶۲ بحث القیام)

ترجمہ: اور جو یہ نقل کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام ٹخنوں کو ٹخنوں کے ساتھ ملاتے تھے اس میں ان کی جماعت کی کیفیت بتانا مقصود ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قریب کھڑا ہوتا تھا۔

⑥ محدث وفقیہ امام محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَوْلُهٗ وَالْصَاقُ کَعْبَیْهِ اَیْ حَالَةَ الرُّکُوْعِ قَالَ الشَّیْخُ الرَّحْمَتِیُّ مَعَ بَقَاءِ تَفْرِیْجِ مَا بَیْنَ الْقَدَمَیْنِ قُلْتُ لَعَلَّهٗ اَرَادَ مِنَ الْاِلْصَاقِ الْمُحَاذَاةَ وَذَالِكَ بِاَنْ یُّحَاذِیَ کُلٌّ مِنْ کَعْبَیْهِ الْآخَرَ فَلَا یَتَقَدَّمُ اَحَدُهُمَا عَلَی الْآخَرِ

ترجمہ: صاحب درمختار کا قول کہ رکوع کی حالت میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا اس کی

وضاحت میں شیخ رحمتی نے کہا ہے کہ اپنے دونوں ٹخنوں کو ملائے لیکن دونوں قدموں کے درمیان کشادگی باقی رکھے۔

میں کہتا ہوں (یعنی علامہ محمد عابد مدنی فرماتے ہیں) شاید صاحب درمختار کی مراد یہ ہے کہ اپنے دونوں ٹخنوں کو اس طرح برابر کرے کہ دونوں ٹخنے ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں (طوالع الانوار شرح الدر المختار بحوالہ السعایہ: ج ۲ ص ۱۸۰) پس جیسے حالت رکوع میں الصاق الکعبین سے محاذاۃ والا معنی مراد ہے اسی طرح حالت قیام میں بھی الصاق کا یہی معنی ہے اور قرب و محاذاۃ میں کوئی تضاد نہیں، لہٰذا پاؤں قریب بھی ہوں اور برابر بھی ہوں سنت یہی ہے۔ (حاشیہ ترمذی: ص ۵۹، طبع ایچ ایم سعید، کراچی)

ضروری تنبیہ:

جیسا کہ قیام و رکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانے، نیز قیام میں اپنے ٹخنہ کو ساتھ والے نمازی کے ٹخنہ کے ساتھ ملانے سے قریب اور برابر کرنا مراد ہے اسی طرح ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ (اور چاہئے کہ آدمی سجدہ میں اپنی رانوں کو ملائے) اس سے بھی رانوں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے عورت کی طرح تورک کر کے ران کو ران کے اوپر نہ رکھے اور نہ ٹیڑھا کرے، بلکہ دونوں کو برابر رکھے، اور سنن بیہقی کی ایک روایت میں ہے "(سجدہ میں اپنی ایڑیوں کو ملائے) اس سے بھی ایڑیوں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام، رکوع، سجدہ میں اپنے قدم، گھٹنے، رانیں، کندھے بھی قریب اور برابر رکھے اور ایسے ہی اپنے قریب والے نمازی کے ساتھ بھی قدم، گھٹنے، کندھے اور گردن قریب اور برابر رکھے، ان جگہوں میں حقیقتہ ملانا اور چپکانا مراد نہیں ہے۔

مدارس عربیہ میں عربی کی پہلی کلاس کے بچوں کو شرح مأۃ عامل میں پڑھایا جاتا ہے اَلْبَاءُ لِلْإِلْصَاقِ (عربی لغت میں باء کا معنی ہے ملانا) یعنی باء دو چیزوں کے درمیان آ کر اس مفہوم کو ادا کرتی ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ ملی ہوئی ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے

ساتھ گذرا) یعنی میرا گذرنا زید کے ساتھ ملا ہوا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں جب زید کے پاس سے گذرا تو اپنے بدن کو زید کے بدن کے ساتھ ملا کر پھر آگے گذرا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں زید کے قریب سے گذرا۔ پس جیسے اس جگہ الصاق سے قرب والا معنی مراد ہے اسی طرح مذکورہ بالا احادیث میں بھی الصاق سے قرب والا معنی مراد ہے۔

مذکورہ بالا تائیدی عبارات سے پتہ چلا کہ کندھوں، گھٹنوں، ٹخنوں اور قدموں کے ملانے سے قرب و محاذ اۃ والا معنی مراد ہے بالکل آپس میں ملا دینا مراد نہیں جب کہ غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ بالا سب الفاظ میں ملانے کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی ٹخنوں، گھٹنوں اور کندھوں کو آپس میں حقیقۃً ملانا اور ساتھ لگانا، حالانکہ غیر مقلدین کا اپنے اس نظریہ اور اپنی اس رائے پر کہیں پر بھی عمل نہیں ہے۔وہ ٹخنے کو ٹخنے کے ساتھ، گھٹنے کو گھٹنے کے ساتھ اور کندھے کو کندھے کے ساتھ ملا کر نہیں کھڑے ہوتے اور نہ ہی اس طرح کھڑے ہوسکتے ہیں۔مذہب ایسا ہونا چاہیے تاکہ جس پر خود اہل مذہب بھی عمل نہ کرتے ہوں اور نہ کر سکتے ہوں۔یہ مذہب انہیں کو مبارک ہم ایسے مذہب سے بیزار اور بری۔

نہ دلاسا، نہ تسلی نہ وفا
دوستی اس بت بدخو سے نبھائیں کیونکر

امر دوم: (تَسْوِیَۂ صُفُوْف میں چار چیزوں کا اعتبار ہے اور تَسْوِیَۂ صُفُوْف کا فائدہ)

تَسْوِیَۂ صُفُوْف کا لغت میں معنی ہے صفوں کو برابر کرنا اور صفوں کو خوبصورت بنانا یہ چار چیزوں پر موقوف ہے۔

① صف میں قریب قریب کھڑا ہونا۔
② ٹخنوں، قدموں، کندھوں اور گردنوں کو برابر کرنا۔
③ اگلی صفوں کو پورا کرنا۔
④ صف میں کھڑا رہنا اور بلا وجہ اور بلا عذر صف کو چھوڑ کر درمیان میں فاصلہ پیدا نہ کرنا،

نماز کی صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ آپس میں دل بھی سیدھے رہیں گے اور اگر صفیں ٹیڑھی ہوں گی تو آپس میں دل بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اور صفوں کو سیدھا کرنا امام کی ذمہ داری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کی صفوں کو سیدھا کرتے تھے۔

تائیدات:

① وَالتَّسْوِيَةُ تَقَعُ عَلَى الْمُحَاذَاةِ حَتّٰى يَكُوْنَ الصَّفُّ مُسْتَقِيْمًا لَاعِوَجَ فِيْهِ لِحَدِيْثِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَعَلَى التَّرَاصِّ وَالتَّقَارُبِ فِي الصَّفِّ وَاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ لِمَارَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَمِنَ التَّسْوِيَةِ اَيْضًا وَصْلُ الصَّفِّ الْمُنْقَطِعِ لِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ عِنْدَ اَبِيْ دَاوُدَ

(تاسیس الاحکام: ج۱ص۱۰۸)

ترجمہ: اور تسویہ صفوف ان چار امور سے پیدا ہوتا ہے ① محاذاۃ، یعنی نمازیوں کا برابر ہونا تاکہ صف سیدھی ہو اور اس میں کجی نہ ہو جیسا کہ نعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ہے ② تقارب یعنی صف میں نمازیوں کا قریب قریب ہونا ③ اگلی صفوں کو پورا کرنا جیسا کہ جابر بن سمرہؓ کی حدیث میں ہے ④ اگر کوئی نمازی صف کو چھوڑ جائے تو اس کو مکمل کرنا۔ اس کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے۔

② وَتَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ مَعْنَاهُ مُحَاذَاةُ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَعَدَمُ تَقَدُّمِ اَحَدِهِمْ عَلٰى اَحَدٍ فَيُؤْمَرُ فِي الصُّفُوْفِ بِاُمُوْرٍ اَوَّلُهَا التَّسْوِيَةُ بِحَيْثُ يَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مُحَاذِيًا لِلْاٰخَرِ اَلْاَمْرُ الثَّانِيْ سَدُّ الْخَلَلِ وَهُوَ اَنْ يَتَرَاصُّوْا فِي الصَّفِّ فَلَا يَكُوْنُ بَيْنَهُمْ خَلَلٌ وَلَافُرَجٌ بَلْ يَحْرِصُوْنَ عَلٰى سَدِّهَا اَلْاَمْرُ الثَّالِثُ اَنْ يُتِمُّوا الصُّفُوْفَ الْاَوَّلَ

(شرح عمدۃ الاحکام: ج۱۲ص۲)

ترجمہ: تسویہ کا معنی ہے آپس میں برابر ہونا ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے آگے نہ

ہو پس صفوں کے بارے میں مختلف امور کا حکم دیا گیا ہے ① سب نمازی صف میں ایک دوسرے کے برابر ہوں آگے پیچھے کوئی بھی نہ ہو ② صف کے درمیان خالی جگہوں کو پر کرنا اس کا طریقہ یہ ہے کہ صف میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوں حتیٰ کہ ان کے درمیان کوئی خالی جگہ نہ ہو بلکہ خالی جگہ کے بند کرنے کے حریص ہوں ③ اگلی صفوں کو پورا کریں۔

امر ثالث: (پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار؟)

نمازی کے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقہ حنفی میں چار انگشت فقہ شافعی میں ایک بالشت جبکہ بعض شافعیہ نے چار انگشت اور ایک بالشت دونوں لکھے ہیں، یعنی چار انگشت سے ایک بالشت تک فاصلہ کی حد ہے۔ فقہ مالکی اور فقہ حنبلی میں درمیانہ فاصلہ یا طبعی حالت کے مطابق فاصلہ لکھا ہے جو ایک بالشت ہی بنتا ہے دراصل فقہ حنفی میں چار انگشت کا فاصلہ جو لکھا ہے یہ فاصلہ کی کم سے کم مقدار ہے اس سے کم نہ ہو باقی تین فقہوں کے مطابق ایک بالشت یہ فاصلہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار ہے اس سے زیادہ نہ ہو پس چار فقہوں اور فقہاء اربعہ کی رائے و تحقیق کے مطابق ہر نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار چار انگشت سے ایک بالشت تک ہے نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ ہو۔

﴿تائید از فقہ حنفی﴾

① وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ فِيْ قِيَامِهٖ
(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ.....الخ)

ترجمہ: مناسب یہ ہے کہ نمازی کے دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام چار انگشت کا فاصلہ ہو۔

② بَحْثُ الْقِيَامِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ اَرْبَعِ اَصَابِعِ الْيَدِ لِاَنَّهٗ اَقْرَبُ اِلٰى

الْخُشُوْعِ (ردالمحتار: ج۲ص۱۶۳)

ترجمہ: اور مناسب یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ ہو کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

۳ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ صَفُّ الْقَدَمَيْنِ مِنَ السُّنَّةِ وَعَنْ هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا يُسْتَحَبُّ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فِي الْقِيَامِ قَدْرُ اَرْبَعِ اَصَابِعِ يَدَيْهِ لِاَنَّ هٰذَا اَقْرَبُ لِلْخُشُوْعِ (شرح ابی داود للعینی: ج۳ص۳۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں دونوں قدموں کی صف بنانا سنت ہے اسی وجہ سے ہمارے حنفی دوستوں نے کہا ہے نمازی کیلئے مستحب ہے کہ قیام میں اس کے دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار فاصلہ ہو کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے (یعنی جیسے صفوں کے متعلق حکم ہے ان کو برابر اور قریب بنانے کا اسطرح صف القدمین کے عنوان کا تقاضہ ہے کہ ہر نمازی کے اپنے دونوں قدم برابر اور قریب ہوں یعنی دونوں قدموں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہو)

۴ نورالایضاح: ص۳۶ ۵ مراقی الفلاح: ص۱۳۲ ۶ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص۱۷۵ ۷ تبیین الحقائق: ج۱ص۲۹۷ ۸ فتح القدیر: ج۱ص۳۵۸ ۹ فقہ العبادات حنفی: ج۱ص۸۷ ۱۰ السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ: ج۲ص۱۸۱

﴿تائید از فقہ شافعی﴾

۱، ۲ وَيُسَنُّ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ بِشِبْرٍ

(اعانۃ الطالبین: ج۱ص۱۳۵/ حاشیۃ الجمل: ج۳ص۲۴۷)

ترجمہ: اور اپنے دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ کرنا مسنون ہے۔

۳ وَنُدِبَ التَّفْرِيْقُ بَيْنَهُمَا اَيْ بِاَرْبَعِ اَصَابِعَ.....اَوْ بِشِبْرٍ

(اسنی المطالب شرح روض الطالب: ج۲ص۳۴۵)

ترجمہ: اور دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ چار انگشت یا ایک بالشت کے برابر مستحب ہے

-④،⑤،⑥ وَيُسَنُّ اَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ بِشِبْرٍ خِلَافًا لِقَوْلِ الْاَنْوَارِ بِاَرْبَعٍ

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج: ج۵ص۳۲۱/ حاشیہ البجیرمیؒ: ج۲ص۲۹۷ /نہایۃ المحتاج: ج۴ص۸۵)

ترجمہ: اور دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ کرنا مسنون ہے جب کہ صاحب الانوار نے چار انگشت کا قول کیا ہے۔

⑦ وَيُسَنُّ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فِيْ قِيَامِهٖ وَرُكُوْعِهٖ وَاعْتِدَالِهٖ وَسُجُوْدِهٖ تَفْرِيْقًا وَسَطًا بِاَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا قَدْرُ شِبْرٍ

(شرح ابن رسلان شرح کتاب غایۃ البیان: ج۱ص۱۹۱)

ترجمہ: اور نماز کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں قدموں کے درمیان قیام، رکوع، قومہ اور سجود میں درمیانہ فاصلہ کرے جو ایک بالشت کی مقدار ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دونوں قدموں کے درمیان درمیانہ فاصلہ سنت ہے اور درمیانہ فاصلہ کی مقدار ایک بالشت ہے۔

⑧ وَسُئِلَ (عَنِ ابْنِ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيِّ الشَّافِعِيِّ) بِمَا صُوْرَتُهٗ مَا الْحُكْمُ فِيْمَا لَوْ تَحَرَّكَ فِي الصَّلٰوةِ حَرَكَتَيْنِ مُتَوَالِيَتَيْنِ ثُمَّ اَرَادَ حَرَكَةً لِشَيْءٍ مَسْنُوْنٍ فِي الصَّلٰوةِ كَاَنْ رَاٰى بَيْنَ قَدَمَيْهِ اَكْثَرَ مِنْ شِبْرٍ وَاَرَادَ تَقْرِيْبَهُمَا اَوْ رَاٰهُمَا زَائِلَتَيْنِ عَنْ سَمْتِ الْقِبْلَةِ وَاَرَادَ تَوَجُّهَهُمَا فَاَجَابَ بِقَوْلِهٖ قَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ تَصْفِيْقَ الْمَرْاَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَدَفْعَ الْمُصَلِّيْ لِلْمَارِّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ بِثَلٰثِ مَرَّاتٍ مُتَوَالِيَةٍ مَعَ كَوْنِهِمَا مَنْدُوْبَيْنِ فَيُؤْخَذُ مِنْهُ الْبُطْلَانُ فِيْمَا لَوْ تَحَرَّكَ حَرَكَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ عَقَّبَهُمَا بِحَرَكَةٍ اُخْرٰى مَسْنُوْنَةٍ وَهُوَ ظَاهِرٌ

(الفتاویٰ الفقہیہ الکبریٰ: ج۱ص۱۶۶)

ترجمہ: علامہ ابن حجر ہیثمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ ذیل فتویٰ پوچھا گیا،

اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے نماز میں لگا تار دو دفعہ حرکت کی پھر اس کا ارادہ ہے کہ کسی مسنون چیز کے لیے نماز میں ایک اور حرکت کرے جیسے اس نے دیکھا کہ اس کے قدم کے درمیان فاصلہ ایک بالشت سے زیادہ ہے (جب کہ سنت ایک بالشت ہے) اب اس کا ارادہ ہوا کہ حرکت کر کے دونوں پاؤں کو قریب کرے، یا اس نے دیکھا کہ دونوں قدم قبلہ رخ سے پھرے ہوئے ہیں اور اس کا ارادہ ہے کہ پاؤں کو حرکت دے کر قبلہ رخ کر لے، علامہ ابن حجر نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ صراحۃً لکھا ہے کہ لگا تار تین دفعہ عورت کا ہاتھ پر ہاتھ مار کر نماز میں امام کو لقمہ دینا نیز نمازی کے آگے گذرنے والے کو تین دفعہ لگا تار دھکا دینا جائز نہیں حالانکہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر عورت کا لقمہ دینا اور نمازی کے آگے گذرنے والے کو روکنا یہ دونوں کام مستحب ہیں لیکن اس کے باوجود لگا تار تین دفعہ ایسا کرنا جائز نہیں اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اسی طرح ایک بالشت کے برابر پاؤں کے درمیان فاصلہ سنت ہے پاؤں کا قبلہ رخ ہونا بھی سنت ہے اس کے باوجود سنت کی خاطر لگا تار تین مرتبہ حرکت کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پاؤں کے درمیان ایک بالشت فاصلہ سنت ہے اس سے زیادہ ہو تو خلاف سنت ہے۔

﴿تائید از فقہ مالکی﴾

① يَنْدُبُ تَفْرِيْجُ الْقَدَمَيْنِ بِاَنْ يَّكُوْنَ الْمُصَلِّيْ بِحَالَةٍ مُّتَوَسِّطَةٍ فِي الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَلَا يُفَرِّجُهُمَا كَثِيْرًا (فقہ العبادات مالکی: ج۱ ص۱۶۱)

ترجمہ: دونوں قدموں کو قیام میں درمیانی حالت کے ساتھ کشادہ کرنا مستحب ہے یعنی دونوں قدموں کو نہ زیادہ ملائے او نہ زیادہ کشادہ کرے۔

② ثُمَّ اِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ تَوْسِيْعَهُمَا عَلٰى خِلَافِ الْمُعْتَادِ كَاِقْرَانِهِمَا فَيُكْرَهُ
(شرح خلیل للخرشی: ج۳ ص۴۵۵)

ترجمہ: پھر ظاہر یہ ہے کہ معتاد طریقہ سے زیادہ قدموں کو کشادہ کرنا ان کو ملا دینے کی

طرح ہے اس لیے یہ مکروہ ہے۔

﴿٣﴾ وَكُرِهَ وَضْعُ قَدَمٍ عَلٰى اُخْرٰى لِاَنَّهٗ عَبَثٌ وَاقْرَانُهُمَا اَىْ ضَمُّ الرِّجْلَيْنِ مَعًا كَالْمُقَيَّدِ (منح الجلیل: ج۲ص۹۶)

ترجمہ: ایک قدم کا دوسرے قدم کے اوپر رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے فائدہ اور بے ہودہ کام ہے نیز بیڑیاں لگائے ہوئے کی طرح دونوں قدموں کو ملانا اور اکٹھا کرنا بھی مکروہ ہے۔

﴿٤﴾ قَالَ عِيَاضٌ يَعْنِىْ لَايَقْرِنُهُمَا وَيَعْتَمِدُ عَلَيْهِمَا مَعًا بَلْ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا وَيَعْتَمِدُ اَحْيَانًا عَلٰى هٰذِهٖ وَاَحْيَانًا عَلٰى هٰذِهٖ وَاَحْيَانًا عَلَيْهِمَا وَهُوَ مَعْنٰى يُرَوِّحُ

(مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل: ج۲ص۲۶۳)

ترجمہ: قاضی عیاض نے کہا ہے یعنی دونوں قدموں کو نہ ملائے اور نہ ان دونوں پر لگاتار سہارا کرے، بلکہ دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کرے اور کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر اور کبھی ان دونوں پر سہارا کرے اور پاؤں کو آرام دینے کا یہی مطلب ہے۔

﴿تائید از فقہ حنبلی﴾

① كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَايُفَرِّجُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَلَايَمَسُّ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ لَا يُقَارِبُ وَلَايُبَاعِدُ (المغنی لابن قدامہ: ج۳ص۱۲۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے قدموں کے درمیان نہ زیادہ کشادگی کرتے اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ لگاتے بلکہ ان دونوں کے درمیان والی حالت کو اختیار کرتے یعنی اپنے دونوں پاؤں کو نہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب کرتے اور نہ ایک دوسرے سے زیادہ دور کرتے۔

② رَابِعًا تَفْرِقَتُهٗ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَالْقَاعِدَةُ هٰهُنَا اَنَّ الْهَيْئَاتِ فِى الصَّلٰوةِ تَكُوْنُ عَلٰى مُقْتَضَى الطَّبِيْعَةِ وَلَاتُخَالِفُ الطَّبِيْعَةَ اِلَّا مَادَلَّ النَّصُّ عَلَيْهِ وَالْوُقُوْفُ الطَّبِيْعِىُّ اَنْ يُفَرِّجَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَكَذَالِكَ فِى الصَّلٰوةِ فَمَا كَانَ عَلٰى غَيْرِ وَفْقِ الطَّبِيْعَةِ يُحْتَاجُ اِلٰى

دَلِیْلٍ (القول الراجح مع الدلیل: ج۲ص۸۵)

ترجمہ: چوتھی سنت اپنے دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کرنا اور فاصلہ کرنے کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ نماز کی کیفیات طبیعت کے مقتضی کے مطابق ہوتی ہیں اور طبعی تقاضے کے خلاف وہی کیفیت ہوگی جو مستقل نص سے ثابت ہو، قیام کی حالت میں طبعی تقاضا یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان کشادگی ہو پس نماز میں بھی بحالت قیام طبعی تقاضے کے مطابق قدموں کے درمیان کشادگی اور فاصلہ ہونا چاہئے، پس نماز کی جو کیفیت بھی غیر طبعی ہے وہ دلیل کی محتاج ہے (انسان کا قیام کی حالت میں طبعی تقاضا یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بلا تکلف معتدل درجہ کا فاصلہ ہو اور اگر کوئی شخص تکلف کر کے غیر طبعی اور غیر فطری طریقہ کے مطابق پاؤں ملائے یا حد اعتدال سے زیادہ پھیلائے تو پاؤں کے اس غیر طبعی ملانے یا پھیلانے پر کتاب و سنت سے کوئی صریح اور واضح دلیل پیش کرنی چاہیے)

③ قَالَ الْاَثْرَمُ رَأَیْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَقَدْ فَرَّجَ بَیْنَ قَدَمَیْہِ ھٰذَا ھُوَ الْاَوْلٰی لِاَنَّ قَبْلَ ھٰذَا الْفِعْلِ یَجْعَلُ الْقَدَمَیْنِ عَلٰی طَبِیْعَتِھِمَا وَحَیْثُ لَمْ یَرِدْ نَصٌّ فِیْ قَدَمَیْہِ حَالَ الْقِیَامِ فَاِنَّہٗ یُبْقِیْھِمَا عَلَی الطَّبِیْعَۃِ

(شرح زاد المستقنع للحمد: ج۵ص۱۵۰)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل کے شاگرد اثرم کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبل) کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور انہوں نے اپنے قدموں کے درمیان کشادگی کی ہوئی ہے، اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے قدموں کو ان کی طبعی حالت پر کرے اور چونکہ قیام میں پاؤں کے درمیان کی کیفیت کے بارے کوئی نص موجود نہیں اس لئے ان کو طبعی حالت پر باقی رکھے۔

④ کَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یُفَرِّجُ بَیْنَ قَدَمَیْہِ وَلَا یَمَسُّ اِحْدَاھُمَا الْاُخْرٰی وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ (الکافی: ص۲۸۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے قدموں کے درمیان زیادہ فاصلہ بھی نہ کرتے

اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ لگاتے بلکہ ان کے درمیان کی کیفیت کو اختیار کرتے۔

⑤ وَتَفْرِيقُهُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ يَسِيْرًا (کشاف القناع: ج ا ص ۱۳۵)

ترجمہ: اور دونوں پاؤں کے درمیان تھوڑا فاصلہ کرنا مستحب ہے۔

⑥ الاقناع ج ا ص ۱۳۵ ⑦ الشرح الکبیر: ج ا ص ۶۰۰ ⑧ المغنی: ج ۲ ص ۱۲۰ ⑨ دلیل الطالب لنیل المطالب: ج ا ص ۳۷ ⑩ شرح کتاب الصلوٰۃ من عمدۃ المطالب: ج ا ص ۲۰۹ ⑪ شرح منتھی الارادات: ج ا ص ۴۵۵ ⑫ مختصر الانصاف: ج ا ص ۱۳۵ ⑬ مطالب اولی النھی: ج ۳ ص ۸۳ ⑭ منار السبیل: ج ا ص ۹۲۔

فقہاء کی حدیث فہمی اور فقہ دشمن لوگوں کی فقہاء پر طعنہ بازی کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

﴿نماز میں پاؤں زیادہ پھیلانے کی مذمت﴾

اپنے پاؤں کو ایک بالشت سے زیادہ کشادہ کر کے ساتھ والے نمازی کے پاؤں کے ساتھ اپنے پاؤں ملانا خلاف سنت ہے اور اس میں شرعی لحاظ سے کئی خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ ہے کہ نماز میں پاؤں زیادہ پھیلانے سے کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جاتا ہے حالانکہ پاؤں کی طرح کندھوں کو بھی ملانے کا حکم ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو تو سجدہ سے سر اٹھا کر اسی طرح پاؤں پھیلانے کی کیفیت کے ساتھ بیٹھنا مشکل ہے اسلئے یہ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جب کھڑے ہوتے ہیں تو پاؤں کو پھیلا دیتے ہیں جب سجدہ میں جاتے ہیں یا سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھتے ہیں تو پاؤں کو ملا لیتے ہیں یہ نماز کے سکون کے خلاف ہے چاہئے تو یہ کہ پاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھیں کہ قیام اور سجود و قعود کی حالت میں پاؤں کو پھیلانے اور ملانے والی حرکت نہ کرنی پڑے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ یہ لوگ دائیں بائیں اپنے پاؤں اتنے پھیلاتے ہیں کہ اگر وہ

اپنے پاؤں کو دونوں طرف سے سمیٹ کر چار انگشت یا زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا فاصلہ کر کے کھڑے ہوں تو دائیں اور بائیں دونوں طرف سے ایک ایک نمازی کی جگہ خالی نکل آتی ہے جس کو نمازیوں سے پر کرنا چاہئے، لیکن یہ حضرات پاؤں پھیلا کر اس کو پر کرتے ہیں۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ جب پاؤں کو پھیلا کر دوسرے نمازی کے پاؤں کے ساتھ اپنا پاؤں ملاتے ہیں تو اس سے ساتھ والا نمازی ملال اور تنگی محسوس کرتا ہے اور دوسرے آدمی کو ملال اور تنگی میں ڈالنا خصوصاً نماز میں یہ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

پانچویں خرابی یہ ہے کہ اس کے ساتھ والے نمازی کا خشوع وخضوع بوجہ تنگی وملال ختم ہو جاتا ہے، اسلئے متعدد محققین اور اہل علم حضرات نے نماز میں زیادہ پاؤں پھیلانے کی مذمت اور تردید کی ہے۔

چھٹی خرابی یہ ہے کہ زیادہ پاؤں پھیلا کر کھڑا ہونا تکبر کی علامت اور تکبرانہ حالت ہے، کسی باعزت جرأتمند افسر کے سامنے ذرا اس طرح ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے ہونے کا تجربہ کریں پہلے تو اس طرح کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوگی، اور اگر کھڑا ہو گیا تو پتہ چلنے پر فوراً ڈانٹ پڑ جائے گی۔

چند تائیدی حوالہ جات ملاحظہ کیجئے

حوالہ نمبر۱:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُفَرِّجُوْنَ اَقْدَامَهُمْ قَدْ فَهِمُوْا النَّصَّ خَطَأً لِاَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يُلْصِقُ اَحَدُهُمْ كَعْبَهُ فِيْ كَعْبِ اَخِيْهِ لٰكِنْ فَهِمُوْا اَنَّ الْاِنْسَانَ يُفَرِّجُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَ هٰذَا فَهْمٌ خَاطِئٌ مُخَالِفٌ لِلسُّنَّةِ وَغَلَطٌ لٰكِنَّ مُرَادَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُمْ يَتَرَاصُّوْنَ حَتّٰى اَنَّ الْاِنْسَانَ يُلْصِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ وَلَمْ يَاْتِ فِيْ السُّنَّةِ اَنَّهُمْ كَانُوْ يُفَرِّجُوْنَ اَقْدَامَهُمْ اَبَدًا لٰكِنَّ هٰذَا مِنْ فَهْمِ الشُّبَّانِ ظَنُّوْا اَنَّهُ هُوَ الصَّوَابُ فَصَارُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ وَيَجِبُ اَنْ يُنَبِّهُوْا عَلٰى هٰذَا اَنْ يُنَبِّهُوْا اَنَّ هٰذَا فَهْمٌ خَاطِئٌ لِلنَّصِّ (الشرح المختصر علی بلوغ المرام: ج۳ ص۲۲۵)

ترجمہ: یہ لوگ جو اپنے قدموں کو زیادہ کشادہ کرتے ہیں انہوں نے حدیث کو غلط سمجھا ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے قریب اور برابر کرتا لیکن ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسان اپنے پاؤں کے درمیان کشادگی کرے، یہ فہم غلط اور خلاف سنت ہے، صحابہ کرامؓ کی مراد ہے کہ صف میں نمازی مل کر کھڑے ہوں حتی کہ ہر نمازی اپنے ٹخنہ کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ کے قریب اور برابر رکھے، اور حدیث میں یہ کہیں نہیں آتا کہ وہ اپنے قدموں کے درمیان خوب کشادگی کرتے تھے، ہاں بعض نوجوانوں نے یہ سمجھا اور نظریہ بنا لیا کہ یہی درست ہے، سو وہ اپنے اس فہم و نظر کی بنیاد پر خوب پاؤں پھیلاتے ہیں اور ان کو اس پر متنبہ کرنا لازم ہے کہ یہ فہم و نظریہ نص کے خلاف ہے۔

حوالہ نمبر۲:

اَلتَّفْرِيْجُ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ المفتی علیہ مقر مایو (مئی) ۱۹۹۷ء)

اَلسُّوَالُ: نَرىٰ بَعْضَ الْمُصَلِّيْنَ يُفَرِّجُوْنَ بَيْنَ اَقْدَامِهِمْ بِدَرَجَةٍ كَبِيْرَةٍ وَاِذَا كَانُوْا فِىْ جَمَاعَةٍ اَلْصَقُوْا اَرْجُلَ بَعْضِهِمْ بِاَرْجُلِ الْبَعْضِ الْآخَرِ فَتَتَّسِعُ الْمَسَافَةُ بَيْنَ قَدَمَىِ الْمُصَلِّىْ بِصُوْرَةٍ لَا فِتَةٍ لِلنَّظْرِ فَمَارَاىُ الدِّيْنِ فِىْ ذَالِكَ

سوال ہم دیکھتے ہیں بعض نمازیوں کو کہ وہ اپنے قدموں کے درمیان بہت کشادگی کرتے ہیں اور جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ پاؤں اس طرح ملاتے ہیں کہ نمازی کے دونوں قدموں میں فاصلہ کی حیرت انگیز صورت بن جاتی ہے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

اَلْجَوَابُ: اِذَا كَانَ الْاِنْسَانُ يُصَلِّىْ اِمَامًا اَوْ مُنْفَرِدًا كَانَ مِنَ السُّنَّةِ اَلَّا يَضُمَّ قَدَمَيْهِ عِنْدَ الْقِيَامِ فِى الصَّلٰوةِ بَلْ يُفَرِّجُ بَيْنَهُمَا وَذٰلِكَ بِاتِّفَاقِ الْاَئِمَّةِ اَمَّا الْمَسَافَةُ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فَقَدَّرَهَا الْحَنَفِيَّةُ بِاَرْبَعِ اَصَابِعَ وَقَدَّرَهَا الشَّافِعِيَّةُ بِشِبْرٍ وَقَالَ الْمَالِكِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ يَكُوْنُ التَّفْرِيْجُ مُتَوَسِّطًا بِحَيْثُ لَا يَضُمُّ الْقَدَمَيْنِ وَلَا يُوَسِّعُهُمَا كَثِيْرًا حَتّٰى يَتَفَاحَشَ عُرْفًا وَاِذَا كَانَ الْمُصَلِّىْ مَامُوْمًا فِى الصَّفِّ فَمِنَ السُّنَّةِ سَدُّ الْفُرَجِ وَتَرَاصُّ الصُّفُوْفِ وَجَاءَ فِىْ ذَالِكَ حَدِيْثٌ رَوَاهُ

الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ..... اِلٰی قَوْلِہٖ وَقَدَمَہٗ بِقَدَمِہٖ وَجَاءَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَابْنِ خُزَیْمَۃَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَوْلُہٗ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الرَّجُلَ مِنَّا یُلْزِقُ مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَکَعْبَہٗ بِکَعْبِہٖ وَالْزَاقُ اَوْ لَزْقُ الْمَنَاکِبِ یَتِمُّہٗ بِسُھُوْلَۃٍ اِلْزَاقُ الْکُعُوْبِ لٰکِنْ لَوْرُبَّمَا عَدَتِ الْمَنَاکِبُ اِقْتَضٰی اِلْزَاقُ الْکُعُوْبِ التَّفْرِیْجَ بَیْنَ الْقَدَمَیْنِ بِمَسَافَۃٍ کَبِیْرَۃٍ تَتَفَاحَشُ عُرْفًا کَمَا یَقُوْلُ الْمَالِکِیَّۃُ وَالْحَنَابِلَۃُ وَتَزِیْدُ عَلَی الشِّبْرِ کَمَا یَقُوْلُ الشَّافِعِیَّۃُ وَعَلَی الْاَصَابِعِ الْاَرْبَعَۃِ کَمَا یَقُوْلُ الْحَنَفِیَّۃُ وَذٰلِکَ مَکْرُوْہٌ، وَقَدْ یَحْرُصُ بَعْضُ الْاَشْخَاصِ عَلٰی اِلْزَاقِ الْکُعُوْبِ عَلَی الرَّغْمِ مِنْ تَفَاحُشِ الْمَسَافَۃِ بَیْنَ قَدَمَیْہِ فَھُوَ یُرِیْدُ فِعْلَ سُنَّۃٍ فَیَقَعُ فِیْ مَکْرُوْہٍ اِلٰی جَانِبِ مُضَایَقَتِہٖ لِمَنْ بِجِوَارِہٖ الَّذِیْ یُحَاوِلُ ضَمَّ قَدَمَیْہِ لٰکِنَّہٗ یُلَاحِقُہٗ وَیُفَرِّجُ بَیْنَ قَدَمَیْہِ بِصُوْرَۃٍ لَا فِقْۃٍ لِلنَّظْرَۃِ فَیَضَعُ رِجْلَہٗ وَیَضْغِطُ عَلَیْھَا وَمُضَایَقَۃُ الْمُصَلِّیْ تُذْھِبُ خُشُوْعَہٗ اَوْتُقَلِّلُہٗ وَالْاِسْلَامُ نَھٰی عَنِ الضِّرَارِ، فَاَرْجُوْ التَّنَبُّہَ لِذٰلِکَ اِبْقَاءً عَلَی الْمَوَدَّۃِ وَمُسَاعَدَۃً عَلَی الْخُشُوْعِ فِی الصَّلٰوۃِ (فتاویٰ الازہر: ج۹ص۸۶)

جواب اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں امام ہو یا منفرد اس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ قیام میں اپنے قدموں کو نہ ملائے بلکہ ان کے درمیان کشادگی کرے لیکن یہ کشادگی کتنی ہو؟ حنفیہ کے نزدیک چار انگشت کے برابر ہے اور شافعی کے نزدیک ایک بالشت ہے اور مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک درمیانہ فاصلہ ہو یعنی نہ دونوں قدموں کو ملائے اور نہ اتنے زیادہ کشادہ کرے کہ عرفاً قبیح کیفیت بن جائے، اور جب نمازی مقتدی ہو تو سنت ہے خالی جگہوں کو پُر کرنا اور صفوں کو ملانا، یہ حکم حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے جو بخاری ومسلم میں ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم کے برابر اور قریب کرے اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کی حدیث نقل کی ہے نعمان بن بشیر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نمازی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے

کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملاتا ہے اگر کندھے ملے ہوئے ہوں تو ٹخنے بھی آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اگر کندھے ایک دوسرے سے دور ہوں تو پھر ٹخنے تب مل سکتے ہیں کہ دونوں قدموں کے درمیان بہت فاصلہ ہو اور اتنا فاصلہ کرنا عرفاً قبیح اور بُرا ہے، اور اس عرفی فاصلہ کے بھی خلاف ہے جس کے مالکیہ اور حنبلیہ قائل ہیں۔ نیز ایک بالشت جس کے شافعیہ قائل ہیں اس سے بھی فاصلہ زیادہ ہو جائیگا اور چار انگشت جس کے حنفیہ قائل ہیں اس سے بھی فاصلہ زیادہ ہوگا (پس اتنا زیادہ فاصلہ مذاہب اربعہ کے خلاف ہے) اور یہ مکروہ ہے اور بعض لوگ قدموں کے درمیان فحش فاصلہ کر کے ٹخنوں کے ملانے کا حرص کرتے ہیں پس وہ ارادہ کرتے ہیں سنت پر عمل کرنے کا لیکن ارتکاب کرتے ہیں مکروہ کا، کیونکہ اس کے ساتھ والا نمازی اپنے قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھ کر ان کو برابر کرنا چاہتا ہے، لیکن یہ حیرتناک فاصلہ کی کیفیت کیساتھ اس کو تنگی میں ڈالدیتا ہے اور کبھی اپنا پاؤں اس کے پاؤں کے اوپر رکھ کر اس کو تنگ کر دیتا ہے جس سے اس کا خشوع ختم ہو جاتا ہے یا تھوڑا ہو جاتا ہے اور اسلام نے ضرر رسانی سے منع کیا ہے، پس اس ضرر رسانی پر آگاہی کے بعد میں امید کرتا ہوں (کہ وہ اس سے احتراز کریں گے) محبت کو باقی رکھنے کے لیے اور نماز میں خشوع پر معاونت کرنے کے لیے۔

حوالہ نمبر۲:

تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ فِيْ الصَّلٰوةِ مَنْدُوْبَةٌ رَغَّبَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا وَكَذٰلِكَ سَدُّ الْفُرَجِ اَوْ تَضْيِيْقُ الْمَسَافَةِ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَجَارِهٖ وَقَدْ صَحَّ فِيْ ذٰلِكَ اَقِيْمُوْا الصُّفُوْفَ..... الخ

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ.....الخ

اِنَّ الْمَطْلُوْبَ بِهٰذِهِ الْاِشَارَاتِ اَمْرَانِ اَحَدُهُمَا اَنْ يَّكُوْنَ الصَّفُّ مُسْتَوِيًا وَذٰلِكَ يَكُوْنُ بِمُحَاذَاةِ الْمَنَاكِبِ وَالْاَقْدَامِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ اَىْ تَكُوْنُ عَلٰى خَطٍّ وَّاحِدٍ وَثَانِيْهِمَا سَدُّ الْفُرَجِ وَعَدَمُ وَجُوْدِ مَسَافَةٍ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَاَخِيْهِ وَهُوَ

التَّرَاصُّ وَذَالِكَ يَكُوْنُ بِقُرْبِ الْمَنَاكِبِ وَالْاَقْدَامِ بَعْضِهِمَا مِنْ بَعْضٍ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِلَزْقِ الْقَدَمِ وَضْعُ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى اَوِالضَّغْطُ عَلَيْهَا لِيَعُمَّ اَوْ يَبْعُدَ الْاِلْتِصَاقُ فَاِنَّ هٰذِهِ الْحَرَكَةَ تُذْهِبُ خُشُوْعَ الْمُصَلِّىْ وَتُضَايِقُهٗ وَ الْمُبَالَغَةُ فِىْ ذَالِكَ تُؤَدِّىْ اِلٰى نُفُوْرٍ وَغَضَبٍ جَاءَ فِىْ فِقْهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ اَنَّهٗ يُسَنُّ تَفْرِيْجُ الْقَدَمَيْنِ حَالَ الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَايَقْرِنُ بَيْنَهُمَا وَلَايُوَسِّعُ اِلَّا بِعُذْرٍ كَسِمَنٍ وَنَحْوِهٖ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِىْ تَقْدِيْرِهٖ فِى الْمَذَاهِبِ فَالْحَنَفِيَّةُ قَدَّرُوْا التَّفْرِيْجَ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ اَرْبَعِ اَصَابِعَ وَالشَّافِعِيَّةُ قَدَّرُوْهُ بِقَدْرِ شِبْرٍ وَيُكْرَهُ اَنْ يَقْرِنَ بَيْنَهُمَا اَوْيُوَسِّعَ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ وَالْمَالِكِيَّةُ قَالُوْا اِنَّ التَّفْرِيْجَ مَنْدُوْبٌ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ بِحَالِ الْمُتَوَسِّطِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَلَايُوَسِّعُهُمَا كَثِيْرًا حَتّٰى يَتَفَاحَشَ عُرْفًا وَوَافَقَهُمُ الْحَنَابِلَةُ عَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ (فتاویٰ الازہر: ج۹ص۱۰۸)

ترجمہ: نماز میں صفوں کو برابر کرنا مستحب ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی بہت ترغیب دی ہے، اسی طرح خالی جگہوں کو پُر کر کے نمازی اور اس کے پڑوسی کے درمیان فاصلہ کم کرنا مستحب ہے اور یہ حکم حضرت انس وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں وارد ہے ان اشارات کے ساتھ دو امر مطلوب ہیں۔

① ...... صف کو برابر کرنا بایں صورت کہ کندھے اور قدم ایک ہی خط پر برابر ہوں۔

② ...... خالی جگہوں کو پُر کرنا اور نمازی اور اس کے ساتھ والے نمازی بھائی کے درمیان فاصلہ کا نہ ہونا یہی ہے التراص (مل کر کھڑا ہونا) اور یہ تب ہوسکتا ہے جب کندھے اور قدم قریب ہوں اور قدموں کے ملانے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے پاؤں کو دوسرے کے پاؤں پر رکھ کر دبانا تا کہ پاؤں پورے طور پر مل جائیں کیونکہ یہ حرکت نماز کے خشوع وخضوع کو ختم کر کے اس کو تنگی میں ڈالدے گی اور پاؤں کے ملانے میں مبالغہ کرنا نفرت اور غصہ کو جنم دیتا ہے، چاروں مذاہب فقہ میں ہے کہ قیام کی حالت میں پاؤں کے درمیان کشادگی کرنا مسنون ہے اور یہ کشادگی اس طور پر ہو کہ پاؤں کو نہ زیادہ ملایا جائے اور نہ زیادہ

پھیلایا جائے الا یہ کہ عذر ہو جیسے موٹاپا وغیرہ پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار میں مذاہب اربعہ میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک فاصلہ کی مقدار چار انگشت ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایک بالشت ہے اور شافعیہ کے نزدیک پاؤں کو ملا دینا یا اس سے زیادہ کشادہ کرنا مکروہ ہے اور مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک پاؤں کے درمیان متوسط درجہ کی کشادگی کرنا مستحب ہے اس طور پر کہ پاؤں کو نہ زیادہ ملائے اور نہ ان کو اتنا زیادہ کشادہ کرے کہ عرف میں اتنی کشادگی بہت قبیح اور بری محسوس ہوتی ہو (اور درمیانہ درجہ کی کشادگی ایک بالشت ہے)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذاہب میں نماز کے اندر پاؤں کے درمیان فاصلہ کی کم از کم مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار ایک بالشت ہے اور جس مسئلہ پر مذاہب اربعہ متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے، لہٰذا مندرجہ ذیل امور پر امت کا اجماع ہے ① قیام میں اپنے دونوں پاؤں کو ملا دینا یا چار انگشت سے کم فاصلہ رکھنا مکروہ ہے اور احادیث میں پاؤں کے ملانے سے دونوں پاؤں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے ② قیام میں ایک بالشت سے زیادہ فاصلہ کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

حوالہ نمبر ۴:

غیر مقلدین کے محدث مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں بعض لوگ قدم زیادہ چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں جس سے کندھے نہیں ملتے وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں جیسے قدم ملانے کا ذکر ہے کندھے ملانے کا بھی ذکر ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث: ج ۱ ص ۲۱)

حوالہ نمبر ۵:

غیر مقلدین کھڑے ہونے کی حالت میں پاؤں دائیں بائیں پھیلاتے ہیں پھر سجدہ میں ملاتے ہیں اس حرکت پر مولانا عبداللہ روپڑی تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، پھر سجدہ میں اپنی جگہ سے ہٹائے جاتے ہیں پھر اٹھ کر ملائے جاتے ہیں جیسے جاہلوں کی عادت ہے

ایسا جدا کرنا اور ملانا ٹھیک نہیں کیونکہ نماز میں بلا وجہ پاؤں کو ادھر اُدھر کرنا ناجائز ہے بلکہ تمام نماز میں پاؤں ایک جگہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نماز میں فضول حرکت نہ ہو۔

(فتاویٰ علماء حدیث: ج۴ص۲۶۵/ فتاویٰ اہلحدیث: ج۱ص۵۳۹)

امر چہارم:

(پاؤں کے درمیان فاصلہ میں امام، مقتدی اور منفرد کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟)

بحالت قیام پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مذکورہ بالا مقدار جو چار انگشت سے ایک بالشت تک ہے اس میں امام، مقتدی اور منفرد کے لیے ایک حکم ہے یا فرق ہے؟ یا یوں کہہ لیجئے کہ نماز باجماعت اور انفرادی نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کے اعتبار سے فرق ہے یا نہیں؟، اس کا جواب کراماتی حافظہ کی حامل شخصیت محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملاحظہ کیجئے، علامہ انور شاہ رحمہ اللہ حنفی مذہب کے مطابق پاؤں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ اور شافعی مذہب کے مطابق ایک بالشت کا فاصلہ بتا کر آگے فرماتے ہیں۔

وَلَمْ اَجِدْ عِنْدَ السَّلَفِ فَرْقًا بَيْنَ حَالِ الْجَمَاعَةِ وَالْاِنْفِرَادِ فِيْ حَقِّ الْفَصْلِ بِاَنْ كَانُوْا يَفْصِلُوْنَ بَيْنَ قَدَمَيْهِمْ فِي الْجَمَاعَةِ اَزْيَدَ مِنْ حَالِ الْاِنْفِرَادِ وَهٰذِهِ الْمَسْاَلَةُ اَوْجَدَهَا غَيْرُ الْمُقَلِّدِيْنَ فَقَطْ وَلَيْسَ عِنْدَ هُمْ اِلَّا لَفْظُ الْاِلْزَاقِ... ثُمَّ اِنَّ الْاَمْرَ لَايَنْفَصِلُ قَطُّ اِلَّا بِالتَّعَامُلِ وَفِيْ مَسَائِلِ التَّعَامُلِ لَايُؤْخَذُ بِالْاَلْفَاظِ... وَلَيْسَ الطَّرِيْقُ اَنْ يُّبْنَى الدِّيْنُ عَلٰى كُلِّ لَفْظٍ جَدِيْدٍ بِدُوْنِ النَّظْرِ اِلَى التَّعَامُلِ ، وَمَنْ يَّفْعَلُ ذَالِكَ لا يَثْبُتُ قَدَمُهٗ فِيْ مَوْضِعٍ وَيَخْتَرِعُ كُلَّ يَوْمٍ مَسْاَلَةً فَاِنَّ تَوَسُّعَ الرِّوَايَةِ مَعْلُوْمٌ وَاخْتِلَافُ الْعِبَارَاتِ وَالتَّعْبِيْرَاتِ غَيْرُ خَفِيٍّ ...فَلَابُدَّ اَنْ يُّرَاعىٰ مَعَ الْاِسْنَادِ التَّعَامُلُ اَيْضًا فَاِنَّ الشَّرْعَ يَدُوْرُ عَلَى التَّعَامُلِ وَالتَّوَارُثِ،وَالْحَاصِلُ اَنَّا لَمَّا لَمْ نَجِدِ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ يُفَرِّقُوْنَ فِيْ قِيَامِهِمْ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ وَالْاِنْفِرَادِ عَلِمْنَا اَنَّهٗ لَمْ يُرِدْ بِقَوْلِهٖ اِلْزَاقُ الْمَنْكِبِ اِلَّا التَّرَاصُّ وَتَرْكُ الْفُرْجَةِ ثُمَّ فَكِّرْ فِيْ نَفْسِكَ وَلَاتَعْجَلْ اَنَّهٗ هَلْ يُمْكِنُ

اِلْزَاقُ الْمَنْكِبِ مَعَ اِلْزَاقِ الْقَدَمِ اِلَّا بَعْدَ مُمَارَسَةٍ شَاقَّةٍ وَلَا يُمْكِنُ بَعْدَهٗ اَيْضًا فَهُوَ اِذَنْ مِنْ مُخْتَرَعَاتِهِمْ لَا اَثَرَ لَهٗ فِي السَّلَفِ (فیض الباری: ج۲ص۲۳۷)

ترجمہ: پاؤں کے درمیان فاصلہ کے اعتبار سے میں نے سلف میں جماعت اور غیر جماعت کا فرق نہیں پایا کہ وہ انفرادی نماز سے جماعت میں پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ کرتے ہوں، فقط غیر مقلدین نے یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے کہ انفرادی نماز سے نماز باجماعت میں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ کرتے ہیں، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، البتہ ان کے پاس لفظ الالزاق ہے (جس کا معنی ہے ملانا چپٹانا) اور قاعدہ یہ ہے کہ عملی مسائل میں فقط الفاظ نہیں لئے جاتے بلکہ الفاظ کے ساتھ امت کا تعامل بھی دیکھا جاتا ہے اور تعامل کا لحاظ کئے بغیر محض الفاظ سے شرعی حکم واضح ہوتا بھی نہیں۔

یہ کوئی طریقہ نہیں کہ تعامل کو نظرانداز کر کے ہر نئے لفظ اور نئی تعبیر پر دین کا مدار رکھ دیا جائے اور جو آدمی ایسا کرے گا وہ ایک جگہ میں ثابت قدم نہیں رہے گا بلکہ وہ ہر روز ایک نیا مسئلہ اختراع کرے گا، کیونکہ احادیث کے مفہوم کو ادا کرنے میں الفاظ کے اعتبار سے روایۃ حدیث میں جو توسع ہے وہ سب کو معلوم ہے اور ایک معنی کے ادا کرنے میں رواۃ کے درمیان عبارات اور تعبیرات کا اختلاف بھی مخفی نہیں، اسلئے ضروری ہے کہ الفاظ حدیث کے ساتھ تعامل کا بھی اعتبار کیا جائے، کیونکہ شریعت کا دارومدار تعامل اور توارث پر ہے (اور زیر بحث مسئلہ میں ہم جب لفظ الالزاق کے ساتھ تعامل کو لیتے ہیں تو) ہمیں کوئی صحابی اور کوئی تابعی ایسا نہیں ملا جو بحالت قیام پاؤں کے درمیان مقدار فاصلہ میں جماعت اور انفرادی نماز میں فرق کرتا ہو اس سے ہمیں پتہ چل گیا کہ الزاق المنکب (کندھا ملانا) سے کندھے کو بالکل ملادینا اور چپکا دینا مراد نہیں بلکہ قریب کرنا اور خالی جگہ نہ رکھنا مراد ہے۔

پھر ذرا اپنے دل میں سوچئے اور جلد بازی نہ کیجئے۔ کیا آپس میں پاؤں ملادینے کے بعد بغیر سخت محنت اور بغیر مشقت کے کندھوں کو ملانا ممکن ہے؟ کیونکہ سخت محنت و مشقت کے بعد بھی ناممکن ہے (کیونکہ پاؤں ملانے کے لیے ان کو دائیں بائیں زیادہ پھیلانا پڑتا ہے

جس سے کندھوں کے درمیان اچھا خاصہ فاصلہ بڑھ جاتا ہے، اس لئے الزاق کا معنی ملا دینا اور چپکا دینا مراد نہیں بلکہ قریب اور برابر کرنا مراد ہے) لہٰذا جماعت میں پاؤں زیادہ پھیلا کر ان کو آپس میں ملا دینا اور انفرادی نماز میں فاصلہ کم کرنا یہ ان لوگوں کی اپنی اختراع ہے سلف کے تعامل میں کہیں اس فرق کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔

امر پنجم:

(پاؤں کے درمیان فاصلہ کرنے میں مردوں اور عورتوں کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟)

نماز میں بحالت قیام پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک بالشت تک فاصلہ کرنے میں مرد وعورت برابر ہیں یا ان میں فرق ہے؟، احناف کا جواب یہ ہے کہ اس حکم میں مرد وعورت برابر نہیں بلکہ فرق ہے کہ مرد قیام میں اپنے پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک بالشت تک حسب طبیعت فاصلہ کرے گا اس کے لیے اس سے کم یا زیادہ فاصلہ کرنا مکروہ ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے تو دونوں پاؤں کو بالکل ملا دینا اور بھی زیادہ مکروہ ہوگا لیکن عورت کیلئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ قیام کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں ملا کر رکھے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، مگر غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ بحالت قیام مرد وعورت پاؤں پھیلانے میں برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں پس ان کے نزدیک جس طرح قیام میں مرد کے لیے پاؤں پھیلانا سنت ہے اسی طرح عورت کے لیے قیام میں اتنے ہی پاؤں پھیلانا سنت ہے مگر انکا یہ نظریہ از روئے شریعت باطل ہے۔

دراصل نماز میں بحالت قیام مرد وعورت کے قدموں کے درمیان فاصلہ کے بارے میں کوئی صریح حدیث موجود نہیں ہے البتہ فقہاء کرام نے مختلف احادیث سے مرد وعورت کے حکم کا استنباط کیا ہے چنانچہ صفوف نماز اور خشوع نماز کے متعلق جو احادیث موجود ہیں ان سے مرد کے قدموں کے درمیان فاصلہ اور مقدار فاصلہ کا استنباط کیا ہے احادیث میں نمازیوں کو حکم ہے کہ وہ صف میں ایک دوسرے کیساتھ ٹخنے، گھٹنے، کندھے اور گردنیں ملا کر کھڑے ہوں، یہاں ٹخنہ سے قدم مراد ہے اور ملانے سے مراد ہے قدم کو قدم کے قریب

اور برابر کرنا جیسے اردو محاورہ ہے قدم سے قدم ملا کر چلنا یعنی قدموں کو برابر کر کے چلنا
۔خلاصہ یہ کہ نمازی کے دونوں قدم اپنے دائیں بائیں نمازی کے قدم کے قریب اور برابر
ہوں اور احادیث میں کندھوں کو قریب اور برابر کرنے کا حکم بھی ہے اب اگر اپنے دونوں
پاؤں زیادہ پھیلا کر اپنے دائیں بائیں نمازی کے پاؤں کے ساتھ اپنے پاؤں لگائیں گے
تو پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے کندھوں کے درمیان فاصلہ اور دوری
زیادہ ہو جائیگی ۔نیز اس سے ایک تکبرانہ کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو نماز کے خشوع
وخضوع کے خلاف ہے اور اگر قیام میں پہلے کندھوں کو قریب کر کے اس کے بعد بغیر تکلف
کے طبعی حالت پر پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھا جائے
تو نمازیوں کے پاؤں بھی قریب ہو جاتے ہیں اور ہر نمازی کے اپنے پاؤں کے درمیان
فاصلہ بھی متوسط درجہ کا ہوتا ہے، نیز اس کیفیت میں خشوع وخضوع بھی زیادہ پایا جاتا ہے
اور کندھے بھی قریب قریب ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح عورت کے قدموں کے درمیان کیفیت بھی صراحتاً حدیث میں مذکور نہیں
لیکن حنفی فقہاء نے عورت سے متعلقہ احکام شریعت اور چند احادیث سے عورت کے لیے
بحالت قیام پاؤں ملانے والی کیفیت کا استنباط کیا ہے اس کی مختصر وضاحت یہ ہے۔

①......عورتوں سے متعلقہ احکام شرع میں غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام احکام میں
عورت کیلئے ستر بدن کو ملحوظ رکھا گیا ہے تا کہ عورت کی رداء عفت آلودہ ہونے سے محفوظ رہے۔
چند شرعی احکامات ملاحظہ کیجئے ① عورتیں گھروں میں ٹھہری رہیں (پ۲۲)۔② عورتیں
اپنے زینت اور مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں (پ۱۸)۔③ عورتیں اوڑھنی کے ساتھ اپنے
سینہ کو چھپائیں (پ۱۸) ④ عورتیں بڑی چادریں اپنے اوپر ڈالیں (پ۲۲)۔⑤ بوڑھی
عورتوں کیلئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں۔⑥ باریک یا چست کپڑے پہننے
والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے (مسلم: ج۲ص۲۰۵)۔⑦ عورتیں جب باہر نکلتی ہیں تو

شیطان ان کی طرف جھانکتا ہے (ترمذی: ج۲ص۲۲۲)۔ ⑧ عورتیں جنازہ میں نہ جائیں (معجم کبیر طبرانی ج۱ص۱۸۷)۔ ⑨ عورتوں کیلئے جنازہ میں کوئی اجر نہیں (معجم کبیر طبرانی ج۱۱ص۱۴۵)۔ ⑩ اجنبی مردوں کے ساتھ عورتیں نرم آواز کے ساتھ بات نہ کریں (پ۲۲)۔ ⑪ عورتوں سے ضرورت کی چیز مانگو تو پس پردہ (پ۲۲)۔ ⑫ عورتیں اجنبی مردوں کو سلام نہ کریں۔ ⑬ عورتیں پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ پازیب کی جھنکار سنادے۔ ⑭ عورتیں خوشبودار عطر نہ لگائیں۔ ⑮ عورتیں جہاد نہ کریں۔ ⑯ عورتیں حاکم اور قاضی نہیں بن سکتیں۔ ⑰ عورتیں حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہنیں۔ ⑱ عورتیں احرام میں موزے اور دستانے پہن سکتی ہیں ⑲ عورتیں احرام میں سر اور چہرے کو چھپائیں مگر چہرہ سے کپڑا دور رہے۔ ⑳ شرعی سزا میں عورتوں کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں۔ ㉑ عورتوں کو سینہ کے برابر گڑھے میں کھڑا کر کے رجم کیا جائے۔ ㉒ عورتوں کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ㉓ عورت کو قبر میں اتاریں تو چادر کے ساتھ قبر کو ڈھانپ لیں۔ ㉔ عورتیں گھر کی تنگی اور تاریک ترین جگہ میں نماز پڑھیں تو ثواب زیادہ ہے۔ ㉕ عورتیں گھر میں تنہا نماز پڑھیں تو ثواب زیادہ ہے۔ ان سب احکامات میں اصل بنیاد عورت کیلئے ستر بدن ہے۔

◈......ہم نے اپنی کتاب "مرد و عورت کی نماز میں فرق پر تفصیلی جائزہ" میں مرد و عورت کی نماز کے فرق پر مذاہب اربعہ کی معتبر کتب سے سو (۱۰۰) نقول پیش کی ہیں ان سب میں اصل بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ اسی طرح غیر مقلدین کی فقہ سے مرد و عورت کے فرق پر پانچ (۵) نقول پیش کی ہیں ان میں بھی بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ عورت کیلئے تکبیر تحریمہ کے وقت چھاتی تک ہاتھ اٹھانے پر آٹھ (۸) احادیث و آثار پیش کئے ہیں

ان میں بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ عورت کے سمٹ کر رکوع و سجود کرنے پر چودہ (۱۴) احادیث و آثار پیش کیے ہیں۔ بنیاد عورت کیلئے ستر بدن ہے۔ قعدہ میں عورت کے تورک کرنے پر سترہ (۱۷) احادیث و آثار نقل کیے ہیں بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ متعدد اہل علم محققین نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے تمام احوال نماز میں جسم کو سمٹا اور سکڑا ہوا رکھے، چنانچہ شرح الاقناع میں ہے کہ عورت مرد کی طرح ہے اِلَّا اَنَّهَا تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَجَمِیْعِ اَحْوَالِ الصَّلٰوةِ (بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث: ج۳ص۱۴۹) اس کی بنیاد بھی عورت کا ستر بدن ہے

نیز ملاحظہ کیجئے (الخلاصۃ الفقہیہ علی مذہب السادۃ المالکیہ: ج۱ص۷۳/ حاشیۃ الصادی علی الشرح الصغیر: ج۲ص۴۸/ بلغۃ السالک: ج۱ص۲۱۸/ فقہ العبادات مالکی ج۱ ص۱۶۵/ شرح شروط الصلوۃ وارکانہا محمد بن عبدالوہاب: ج۱ص۳۸/ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۲ص۸۲۔

جب عورت کے احکام نماز وغیرہ کی بنیاد ور اصل ''عورت کے لیے ستر بدن'' ہے تو عورت کی جو کیفیت نماز صراحتاً حدیث میں مذکور نہیں اس میں اسی ستر بدن والے اصول کو بنیاد بنا کر عورت کے لیے وہ کیفیت متعین کی جائے گی اور اسی کو عورت کے حق میں مطلوب شرعی قرار دیا جائے گا جس میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ ستر بدن ہو زیر بحث مسئلہ میں بحالت قیام عورت کے لیے پاؤں کی کیفیت کا کسی حدیث میں بھی صراحتاً ذکر نہیں، اندریں حالت دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت، مردوں کی طرح پاؤں کو پھیلائے اور پاؤں کے درمیان فاصلہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت قیام کے وقت اپنے قدموں کو ملا کر کھڑی ہو پہلی صورت میں عورت کے لیے کشف بدن ہے جبکہ دوسری صورت میں ستر بدن ہے، پس عورت کے لیے ستر بدن والے اصل شرعی کا تقاضا ہے کہ عورت نماز کے اندر

بحالت قیام اپنے قدموں کو ملا کر کھڑی ہو۔

﴿عجیب واقعہ﴾

تقریباً پندرہ سولہ سال پہلے کی بات ہے اسوقت جامعہ مدینہ جامع مسجد باغوالی وہاڑی میں بحیثیت صدر مدرس تقرری تھی۔ طلبہ وطالبات کا داخلہ میرے سپرد تھا۔ نئے سال کا آغاز ہو چکا تھا بلکہ نئے سال کے دو ماہ گزر چکے تھے۔ ایک روز میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ ایک دیہاتی وضع قطع کی عورت دفتر میں تشریف لائیں اور اپنی دو بچیوں کے داخلے کے سلسلہ میں بات شروع کی۔ چونکہ سال کے درمیان داخلہ میں بڑی احتیاط کرنی پڑتی ہے اس لئے میں نے اس بی بی صاحبہ سے پوچھا! محترمہ داخلہ کی تاریخیں گزر چکی ہیں، دو ماہ سے داخلہ بند ہے ،آپ لوگ بہت دیر سے آئے ہیں۔ اس نے تاخیر سے آنے کا عذر یہ بتایا کہ ہم نے اپنی بچیوں کو یہاں اہلحدیث لوگوں کا مدرسہ ہے اس میں داخل کیا تھا۔ ہماری بچیاں دو ماہ وہاں پڑھتی رہی ہیں لیکن اب ہم وہاں سے ہٹا کر اس مدرسہ میں پڑھانا چاہتے ہیں۔ میں نے اہلحدیثوں کے مدرسہ سے بچیوں کو ہٹانے کی وجہ پوچھی تو اس محترمہ نے دو وجہ بتائیں۔ ایک یہ کہ انکے مدرسہ میں پانی کی ٹینکی ہے، اس میں ایک دفعہ چوہا مرا ہوا نکلا تو انہوں نے نہ ٹینکی کو دھویا نہ پاک کیا، وہی پانی کھانے پینے اور وضو کرنے میں استعمال ہوتا رہا۔ میری بچیوں نے اسپر نفرت ظاہر کی۔ تو انہوں نے کہا کہ پانی تب ناپاک ہوتا ہے جب نجاست سے اسکا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں لہٰذا یہ پاک ہے۔ پھر ایک دفعہ ٹینکی سے مری ہوئی بلی نکلی تو انہوں نے پھر ٹینکی کو پاک اور صاف کیے بغیر وہی پانی استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اب بھی ہماری بچیوں نے اعتراض کیا اور نفرت ظاہر کی تو معلمات نے میری بچیوں کو سزا دی۔ اس وجہ سے میری بچیوں کو اس مدرسہ سے نفرت ہو گئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میری بچیاں نماز پڑھتیں پاؤں ملا کر، انہوں نے میری بچیوں کو مجبور کیا کہ مردوں کی طرح

پاؤں میں فاصلہ رکھو۔ میری بچیوں نے انکار کیا تو استانیوں نے بچیوں کے ٹخنوں پر ڈنڈے مار مار کر پاؤں میں مردوں کی طرح فاصلہ کرایا۔ میں نے پوچھا، استانیاں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ کراتی تھیں؟ اس نے کہا کہ کم از کم دو بالشت۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا میں انکے مدرسہ میں گئی اور انکی صدر معلمہ سے بات کی۔ میں نے کہا باجی چوہوں اور بلیوں والا پانی کیوں استعمال کرتے ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ جب تک پانی کا رنگ ،ذائقہ یا بو تبدیل نہ ہو پانی پاک ہوتا ہے۔ میں نے نماز میں پاؤں کے فاصلہ والی بات کی تو اس نے کہا بالکل عورتوں کو مردوں کی طرح پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے اور اگر بچیاں ہمارے ہاں پڑھیں گی تو انکو ایسا ہی کرنا پڑے گا

﴿فرقہ اہلحدیث (منکرین فقہ) سے پانچ سوالات﴾

غیر مقلدین کے نزدیک دین میں خود نبی کی رائے بھی حجت نہیں (طریق محمدی: ص ۵۷،۵۹)۔ اپنے اس اصول کی پابندی کرتے ہوئے پانچ سوالات کا جواب دیں۔

①...... غیر مقلدین کے نزدیک الزاق سے مراد ہے نماز میں ٹخنوں، گھٹنوں اور کندھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا اور لگا دینا اس معنی پر صحیح صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔

②...... نمازیوں کے ٹخنے ملے ہوئے ہوں اور کندھوں کے درمیان فاصلہ ہو اس پر صحیح صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔

③...... ہر نمازی کے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟ صحیح صریح مرفوع متصل حدیث سے جواب دیں۔

④...... نماز باجماعت میں اپنے پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ کرنا اور انفرادی نماز میں فاصلہ کم کرنا، اس فرق پر صحیح صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔

⑤...... پاؤں پھیلانے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے اس پر صحیح صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں، ورنہ اقرار کرلیں کہ ہم اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں،

احناف اپنے امام کی اجتہادی رائے پر عمل کریں تو وہ اہل رائے بن جائیں اور غیر مقلدین اپنی رائے پر عمل کریں پھر بھی اہل حدیث؟

مئے و مینا سے یاریاں نہ گئیں
میری پرہیزگاریاں نہ گئیں

شب کو مئے خوب سی پی، صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی